720

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13-اکتوبر 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں قبل بجٹ بحث سے متعلق مجوزہ ترمیم، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر بحث لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

2۔ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم) مصدرہ 2010 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم) مصدرہ 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات و ماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جنگلات (ترمیم) مصدرہ 2010 منظور کیا جائے۔

722

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

بدھ،13۔اکتوبر 2010

(یوم الاربعاء،4۔ذیقعد 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ (30) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (31)
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (32)

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

کملی والے تو طلب سے بھی سَوا دیتے ہیں
آئے منگتا تو وہ سلطان بنا دیتے ہیں
دیکھے کوئی تو صدا دے کے میرے مدنی کو
پل میں بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہیں
خلق ایسا تو کسی اور نے پایا ہی نہیں
دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں
یاد کر لے جو کوئی دِل سے میرے آقا کو
طیبہ والے اُسے طیبہ میں بُلا لیتے ہیں
کملی والے تو طلب سے بھی سَوا دیتے ہیں
آئے منگتا تو وہ سلطان بنا دیتے ہیں

تعزیت

معزز ممبر اسمبلی محترمہ سکینہ شاہین کے ماموں اور معزز ممبر اسمبلی محترمہ سیمل کامران کی خوشدامن کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم ہماری ایک معزز ممبر آپا سکینہ شاہین خان صاحبہ کے ماموں جناب نظام الدین خان صاحب فوت ہو گئے ہیں، محترمہ سیمل کامران ایم پی اے صاحبہ کی خوشدامن بھی فوت ہو گئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کروادیں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے آپ اس کا نمبر بولیں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 742 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ مادھولال حسینؒ دربار کی مرمت و دیگر تفصیلات

*742: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مادھولال حسینؒ دربار باغبانپورہ لاہور قبرستان کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مادھولال حسینؒ دربار کی تعمیر وغیرہ کا کام کافی عرصہ سے نہیں ہوا؟

(ج) مادھولال حسینؒ دربار کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ دربار مادھولال حسینؒ باغبانپورہ قبرستان کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) جی نہیں۔ دربار حضرت مادھولال حسینؒ باغبانپورہ پر سال 2004 میں مندرجہ ذیل تعمیراتی کام انجام پذیر ہوئے:۔

1) آرچیز کی تعمیر 2) راستہ کی تعمیر

3) قوالی سٹیج کی تزئین و آرائش 4) بجلی کا کام

5) پانی کا انتظام

(ج) مادھو لال حسینؒ دربار کی سالانہ آمدن مبلغ -/2,917,000 روپے اور اخراجات مبلغ -/1,008,000 روپے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب والا جز (ج) میں جو رقم لکھی گئی ہے اس کے مطابق 19 لاکھ 9 ہزار روپے سالانہ اس میں بچت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کہیں غلط تو نہیں پڑھا جا رہا؟ -/2,917,000 روپے ہے۔

جناب وسیم قادر: میں عرض کرتا ہوں کہ 29 لاکھ 17 ہزار آمدن ہے اور اخراجات 10 لاکھ 8 ہزار ہیں۔ یہ تقریباً 19 لاکھ 9 ہزار روپے profit ہے یا اس میں جو آمدن ہوئی۔ میرا چونکہ دو سال پرانا سوال تھا کہ قبرستان کی جو چار دیواری ہے اس کو تعمیر کیا جائے۔ اگر اس منافع کو بھی شامل کر لیا جاتا تو اس کی آسانی سے تعمیر ہو سکتی تھی۔ دیکھیں آپ نے اور ہم سب نے اللہ کے ہاں جانا ہے اور یقین کریں کہ وہاں پر یہ پوزیشن ہے کہ دیوار نہ ہونے کی وجہ سے جانور تک قبرستان میں آ جاتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ کو یہ دیوار بنا دینی چاہئے تھی ابھی تک یہ دیوار کیوں نہیں بنی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی ٹھیک کہتے ہیں اگر یہ دیوار پہلے بن جاتی تو کوئی حرج نہیں تھا اور جو ان کی تکلیف ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جائز بھی ہے۔ اب ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ ہم نے اس کے لئے بجٹ رکھا ہوا ہے دو چار دن میں اس قبرستان

کی دیوار بننا شروع ہو جائے گی اس کے علاوہ لائٹس اور دوسری وہ تمام چیزیں جو اس دربار کی ضروریات ہیں وہ سب کی سب انشاء اللہ ہم بنادیں گے۔

جناب وسیم قادر: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: اب تو آپ کو جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔

جناب وسیم قادر: اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ یہ دربار جو ہے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ہم نے کوشش کی اور میاں محمد شہباز شریف صاحب نے مہربانی کی تقریباً 3 کروڑ 50 لاکھ روپے پنجاب گورنمنٹ نے دیئے اور دربار بننا شروع ہو چکا ہے۔ اب میرا جو concern ہے کہ وہاں پر چونکہ مسجد کا ایک حصہ شہید کر کے نئی مسجد بنی ہے اس لئے وہ دیوار گرا دی گئی ہے اور وہاں پر خصوصی طور پر جمعہ والے دن سکیورٹی کی problem ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر مٹیریل بھی ناقص استعمال کیا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف اس کی تحقیقات کروالیں اور جہاں تک security concerned ہے اس کی دیوار جلدی بنوا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ایک تو سکیورٹی کو ٹھیک کروائیں۔ دوسرا وہاں پر بقول ان کے جو مٹیریل ناقص استعمال ہو رہا ہے اس کو چیک کرنے کے لئے آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میں نے معزز ممبر کو دعوت دے دی ہے اور میں آپ کی موجودگی میں دعوت دے رہا ہوں۔ آپ اس کمیٹی میں بھی موجود رہیں۔ اگر غلط مٹیریل استعمال ہوا ہے تو نہ صرف ان کے خلاف کارروائی ہوگی بلکہ جو required specification ہے اور جو چیزیں اس میں لکھی گئی ہیں اس کے مطابق کام کیا جائے گا اور یہ خود بھی اس کی lookafter کریں۔ اگر یہ کہیں کمی محسوس کرتے ہیں تو یہ مجھے بتائیں تو پھر انشاء اللہ اس پر action بھی ہوگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب وسیم قادر: بہت شکریہ۔ میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب تنویر ناصر شیخ: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ---

جناب سپیکر: اگلا سوال۔ اب آپ مہربانی کریں۔ دیکھیں سوال زیادہ ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کا بھی خیال کریں۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے --- تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسرا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب تنویر ناصر شیخ: سوال نمبر 1856۔On his behalf. اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دربار حضرت میاں میرؒ لاہور کی تفصیلات

*1856: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت میاں میرؒ لاہور کی سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس دربار کی کتنی اراضی اور دکانیں کس کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ج) یہ اراضی اور دکانیں سالانہ کرایہ/پٹہ/لیز پر کس طریق کار کے تحت دی جاتی ہیں؟

(د) اس مزار کی کتنی دکانوں اور اراضی پر کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میرؒ لاہور کی سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دربار حضرت میاں میرؒ سے ملحقہ کوئی دکانات نہ ہیں۔ دربار شریف سے ملحقہ کل اراضی تعدادی 317 کنال 7 مرلہ اور 19 مربع فٹ ہے جس میں سے 199 کنال 2 مرلے رقبہ ایل ڈی اے کو فروخت کر دیا گیا بقایا رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

زرعی اراضی تعداد 08 کنال 07 مرلہ واقع موضع اوپل

رقبہ تعدادی 08 کنال 19 مرلے برائے تعمیر سکول کنٹونمنٹ بورڈ کو 33 سالہ لیز پر الاٹ کی گئی۔

رقبہ تعدادی 28 کنال برائے تعمیر ہسپتال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو الاٹ کی گئی۔

رقبہ تعدادی 20 کنال 19 مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کو تعمیر کے لئے فروخت کی گئی۔

رقبہ تعدادی 52 کنال سیرت اکیڈیمی کے لئے الاٹ کی گئی۔

(ج) دربار شریف سے ملحقہ دکانات نہ ہیں تاہم وقف زرعی اراضی کو مشتری منادی بذریعہ اخبار و دستی اشتہارات بذریعہ نیلام عام لیز پر کاشت کے لئے دیا جاتا ہے۔

(د) مزار شریف سے ملحقہ کوئی دکان نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! جز (ب) کے بارے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں جو اراضی رقبہ تعدادی 20 کنال 19 مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے فروخت کی گئی کیا یہ lease پر نہیں دی جا سکتی تھی تاکہ دربار شریف کی جو اراضی ہے وہ intact رہتی۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ رقبہ 20 کنال 19 مرلہ پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کی تعمیر کے لئے فروخت کی گئی ہے۔ ایک تو یہ گورنمنٹ کی پیشگی منظوری سے فروخت کی گئی ہے دوسرا ہمارے محکمے کا جو قانون ہے اس کے تحت ہمیں اس بات کی اجازت ہے عوام کے مفاد میں کوئی چیز فروخت کرنا چاہیں تو کی جا سکتی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جو اراضی لیز کی گئی تھی کیا وہ مفاد عامہ کے لئے نہیں تھی، اس میں کچھ پراپرٹی لیز کی گئی ہے اور کچھ فروخت کی گئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی پیشگی منظوری اور ہدایت ہے اس میں محکمہ زیادہ کیل میخ نہیں نکال سکتا لیکن وہاں سے جو پیسا collect ہوا ہے وہ پبلک کی سہولت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2295 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ اوقاف کی اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے قواعد و ضوابط

*2295: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مختلف کمرشل مقاصد کے کئی افراد اور این جی اوز کو پلاٹ الاٹ کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ دینی مدارس اور سکولز کے لئے بھی زمین الاٹ کرتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کمرشل مقاصد اور دینی مدارس و سکولز کے لئے کن شرائط پر زمین الاٹ کرتی ہے، حکومت کی واضح پالیسی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ محکمہ اوقاف کے زیر تحویل پلاٹس کمرشل مقاصد کے تحت عرصہ 30 سال کے لئے گڈول پریمیم (ناقابل واپسی) ماہانہ کرایہ داری پر بعد از وسیع تر مشتہری منادی جس میں قومی اخبارات میں اشتہار نیلام کی اشاعت بھی شامل ہے کے بعد بذریعہ نیلام عام دیئے جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے البتہ حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری سے کالج یا سکول کے لئے وقف رقبہ تیس سالہ لیز پر دیا جاتا ہے جس کے کرائے میں ہر تین سال بعد حسب پالیسی محکمہ اوقاف 25 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے اور سالم عرصہ لیز کا کرایہ مع اضافہ پیشگی وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) کمرشل مقاصد کے تحت پلاٹس بذریعہ نیلام عام لیز پر دیئے جاتے ہیں جن کی شرائط برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ جبکہ سکولز اور حکومتی ادارہ جات کو پلاٹس حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری کے بعد لیز پر دیئے جاتے ہیں جن کی شرائط برنشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جز (الف) میں محکمہ اوقاف کی زمینیں لیز پر دینے کے لئے ایک قاعدہ اور قانون بتایا گیا ہے۔ میں اس قاعدے کو تسلیم کرتا ہوں اور میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جھمرہ روڈ پر ایک پٹرول پمپ بنایا گیا ہے ایسے ہی فیصل آباد روڈ پر بھی ایک پٹرول پمپ بنایا گیا ہے اس کے لئے جو اشتہار دیا گیا ہے اور ان کے لئے جتنی جتنی premium goodwill وصول کی گئی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر مولانا صاحب کہیں تو میں ابھی ان کو اشتہار منگوا کر دے سکتا ہوں لیکن جو premium goodwill لیا ہے -/4,000 روپے ماہانہ کرائے پر دیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! عینک لگا لیا کریں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ابھی اس کا premium بتاتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف (جناب افتخار احمد خان): بوٹی لے لیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ابھی بتاتا ہوں کہ ہم نے اس کا کتنا premium لیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بغیر پڑھے بتا رہے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں 33 لاکھ premium ہے لیکن میں confirm کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کو بتا دوں گا کہ ہم نے اس کا کتنا premium لیا ہے لیکن میں نے کرایہ بتا دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے اطمینان بخش جواب تو نہیں ملا میرا سوال یہی ہے کہ دونوں پٹرول پمپ سے کتنا کتنا premium goodwill وصول کیا گیا ہے اور جس اشتہار کے ذریعے سے ان زمینوں کی نیلامی کی گئی ہے وہ بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اشتہار آپ کو دکھا دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: لیکن premium کے بارے میں انہیں تھوڑی سی مشکلات آ رہی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میں انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اور ضمنی سوال کر لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بس ایک ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میرے دوسرے سوال کا نمبر 2296 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ میں شیخ فضل الٰہی ہسپتال سے ملحقہ وقف اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*2296:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) چنیوٹ میں شیخ فضل الٰہی ہسپتال سے ملحقہ وقف اراضی کتنی ہے اور کمرشل پلاٹ کتنے ہیں، یہ کن شرائط پر الاٹ کئے گئے؟

(ب) مذکورہ رقبہ پر ناجائز قابضین کتنے ہیں ان کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت نے وقف اراضی ملحقہ شیخ فضل الٰہی ہسپتال کی مقبوضہ اراضی کے بارے میں ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ سے انکوائری کروائی تھی؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کو مذکورہ اراضی کے بارے میں کی گئی رپورٹ کیا ہے اور اس رپورٹ کی روشنی میں محکمہ نے قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، کیا قابضین سے مقبوضہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) بطابق نوٹیفکیشن شیخ فضل الٰہی ہسپتال چنیوٹ کا رقبہ 135 کنال 05 مرلے محکمانہ تحویل میں ہے۔جس میں ایک کمرشل پلاٹ ہے جس کا رقبہ 6 کنال 05 مرلے ہے۔یہ رقبہ پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے دیا گیا ہے۔شرائط لیز بر نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) وقف اراضی ملحقہ شیخ فضل الٰہی پر اب کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔اس سے پیشتر چند پرائیویٹ لوگوں نے رقبہ تعدادی 8 کنال 4 مرلے پر وومن پارک کے نام سے چار دیواری بنا رکھی تھی جواب ختم کروا دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف نے شیخ فضل الٰہی ہسپتال کی مقبوضہ اراضی کے بارہ میں ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ سے کوئی انکوائری نہیں کروائی۔مذکورہ آفیسر صرف شیخ خورشید اسلم کے خلاف انکوائری کرنے گئے تھے۔جس کا ذکر جز(د) میں ہے۔

(د) ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب کی رپورٹ بر نشان (ب) کی روشنی میں شیخ خورشید اسلم کی کرایہ داری ناظم اوقاف سرگودھا زون نے مورخہ 08-12-04 کو منسوخ کر دی جس کے خلاف شیخ خورشید اسلم نے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کے پاس اپیل دائر کر دی جس پر

اپیل کنندہ کے مؤقف کی سماعت کے بعد اس کی کرایہ داری مشروط طور پر بحال کر دی گئی اور جملہ بقایاجات وصول کرتے ہوئے نیا معاہدہ تحریر کروایا گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ شیخ فضل الٰہی ہسپتال سے ملحقہ اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کروا دیا گیا ہے لیکن اس وقت بھی وہاں ٹیکسی سٹینڈ نظر آتا ہے اور بیسیوں ٹیکسیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکسی سٹینڈ کو کون چلا رہا ہے، اس کی ماہانہ آمدنی کتنی ہے اور وہ کس محکمے کے کھاتے میں جا رہی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے محکمے کی طرف سے وہاں کوئی ٹیکسی سٹینڈ ہے اور نہ ہی ہم اس کی کوئی آمدن لے رہے ہیں۔ اگر میرے فاضل دوست یہ سمجھتے ہیں اور وہ صحیح سمجھتے ہوں گے کہ وہاں ٹیکسی سٹینڈ ہے تو پھر وہ ناجائز قابض ہیں اور ہم اس پر فوری کارروائی کریں گے اور وہ قبضہ واگزار کروا لیں گے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! آپ ان سے مل لیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو ان سے کوئی وصولی نہیں کر رہے لیکن اگر انہوں نے ناجائز بنایا ہو گا تو ہم انہیں نکال دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہی زیادتی ہے کہ ہماری مساجد اور مزارات جن کے بجلی اور گیس کے بل ادا نہیں کئے جاتے چونکہ ان کے لئے محکمے کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن یہ اتنی favourable جگہ ہے جہاں سے ہزاروں نہیں تو کم از کم سینکڑوں میں تو ہر روز کی آمدنی ہو سکتی ہے اور محکمہ اوقاف اسے جمع کرے تو کسی اچھے مقصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انشاء اللہ ان کی تجویز پر عمل کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر: میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری طرف متوجہ ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے کان آپ کی طرف ہی کئے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس زمین کا چنیوٹی صاحب اور وزیر موصوف ذکر فرما رہے تھے یہ زمین متروکہ وقف املاک کی ہے یا پنجاب اوقاف کی ہے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ یہ زمین مسلم اوقاف کی ہے یا ہندو اوقاف کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق شاید وہ زمین متروکہ وقف املاک بورڈ کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو زمین ان کی ملکیت ہی نہیں ہے تو پھر یہ goodwill premium اور باقی ساری چیزیں کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر: جناب وہ زمین ان کی ملکیت ہی نہیں تو پھر وہ کر ہی نہیں سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی وہی عرض کر رہا ہوں کہ جب یہ زمین ان کی ملکیت ہی نہیں ہے تو یہ اس کی goodwill premium، اس پر ٹیکسی سٹینڈ کا اجراء اور اس کی آمدنی کا کیسے بتا سکتے ہیں، ابھی تک تو انہیں یہ بھی پتا نہیں کہ وہ زمین ان کی ملکیت ہے بھی یا نہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے کب کہا ہے کہ ہم وہاں سے کچھ لے رہے ہیں؟ میں نے تو کہا ہے کہ اگر کہیں سے لے رہے ہیں تو اپنی زمین سے لے رہے ہیں اور ایسے آرام سے ہمیں پیسے کون دے دے گا، لوگ تو ہماری زمین کھا جاتے ہیں تو کسی کی زمین پر ہمیں پیسے کون دیتا ہے؟

جناب سپیکر: ابھی ٹائٹل کا پتا نہیں ہے یا تو آپ دونوں صاحبان بتائیں کہ وہ مسلم اوقاف کی ہے یا ہندو اوقاف کی تاکہ بات صحیح طرح سامنے آجائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ان دونوں پٹرول پمپوں کو مسلم اوقاف نے زمین وقف کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محکموں کا آپس میں dispute چل رہا تھا کہ یہ کس کی ہے اب وہ فائنل ہو چکا ہے کہ وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔ وہ رقبہ مسلم اوقاف کی ملکیت ہی نہیں ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں پہلے تو حضرت چنیوٹی صاحب کو یقین سے کہہ سکتا لیکن مجھے تو ابھی احساس ہو رہا ہے کہ مجھے شاہ صاحب کی بات کو بھی دیکھنا ہے کہ کیا شاہ صاحب کی بات صحیح ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: میں بھی حضرت ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ابھی آپ کے پاس کوئی چٹ آئی ہے وہ دیکھ لیں کہ اس میں کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ زمین ہندو اوقاف کی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اگر یہ زمین ہندو اوقاف کی ہے تو محکمہ مسلم اوقاف نے ان دونوں پٹرول پمپوں کے لئے زمین لیز پر کیسے دے دی؟

جناب سپیکر: جب تک ان کی clear entitlement نہیں ہوئی ہو گی اس وقت دے دی ہو گی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ ہماری زمین ہے جسے دیا ہے ورنہ آج کون اپنی زمین چھوڑتا ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! اب آپ کا معاملہ تو ختم ہو گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ احسان الدین صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آپ نے یہ سوال پڑھا تھا یا نہیں؟ مجھے اس بات پر افسوس ہو رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کس طرح تیاری کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جونہی پڑھا تو اس کی تصحیح کی گئی شاید اس کی کاپیاں بھی ایوان کو بھجوا دی گئی تھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ جب ان کے پاس سوالات آتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ یہ جائے وقوعہ پر جا کر انکوائری کریں کہ وہ کیا چیز ہے، کیا وہ زمین ہندو اوقاف کی ہے یا مسلم اوقاف کی؟

جناب سپیکر: جائے وقوعہ کون سا؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جیسے پڑھا ہوا قاعدہ آتا ہے یہ ویسے ہی پڑھا ہوا قاعدہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3051 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے،

پی پی۔147اور148میں محکمہ کے مزارات و مساجد کی تفصیلات

*3051: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔147اور148لاہور میں کتنی مساجد اور مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں اوقاف کے زیر انتظام مزارات پر تعینات عملہ کے نام، عہدہ اور مدت تعیناتی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف)

الیکشن کمیشن کی موجودہ حد بندی برائے حلقہ پی پی۔147اور148کے مطابق ان حلقوں میں 8مزارات اور 9مساجد ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

حلقہ پی پی۔147

نمبر شمار	فہرست مزارات	نمبر شمار	فہرست مساجد
1۔	دربار بی بی پاکدامن گڑھی شاہو لاہور	1	مسجد بی بی پاکدامن لاہور
2۔	دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور	2	مسجد شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور
3۔	دربار حضرت شاہ علی رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور	3	مسجد شاہ رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور
4۔	دربار حضرت شاہ گدا ریلوے کالونی لاہور	4	مسجد شاہ گدا ریلوے کالونی لاہور
5۔	دربار میاں میر لاہور	5	مسجد قبرستان مسافر خانہ لاہور
6۔	دربار حضرت خواجہ بہاری لاہور	6	مسجد دربار حضرت میاں میرؒ
		7	مسجد صفدر سٹریٹ لاہور

حلقہ پی پی148

نمبر شمار	فہرست مزارات	نمبر شمار	فہرست مساجد
7۔	دربار حضرت شاہ جمال لاہور	8	جامع مسجد شاہ جمال لاہور
8۔	دربار حضرت شاہ کمال لاہور	9	جامع مسجد شاہ کمال لاہور
	کل مزارات 8عدد (PP147-148)		کل مساجد 9عدد (PP147-148)

(ب) ان مزارات پر تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مزار	نام اہلکار	عہدہ	عرصہ تعیناتی
1۔	دربار حضرت بی بی پاکدامن لاہور	پروین بی بی	لیڈی نگران	ڈیڑھ سال
		اشرف بی بی	لیڈی نگران	7 ماہ
		ظفر اقبال	نگران	7 ماہ
		محسن رضا	نگران	6ماہ
3۔	دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور	اسامی نہ ہے		
3۔	دربار حضرت شاہ علی رنگریز ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور	اسامی نہ ہے		
4۔	دربار حضرت شاہ گدا ریلوے کالونی، لاہور	اسامی نہ ہے		
5۔	دربار حضرت شاہ جمال لاہور	عبدالرشید	نگران	1سال3ماہ
		محمد سلیم	چوکیدار	2سال6ماہ
		محمد شوکت	نگران	5ماہ
6۔	دربار حضرت شاہ کمال لاہور	محمد یعقوب	نگران	3سال2ماہ
		افضال بیگ	چوکیدار	4سال9ماہ
7۔	دربار حضرت میاں میر لاہور	فضل الہیٰ	نگران	5سال
		محمد ریاض	نگران	1سال
		محمد اشرف	ٹیوب ویل آپریٹر	5سال
		محمد ذیشان اصغر	چوکیدار	2ماہ
		محمد شفیع	خاکروب	1ماہ
		مشتاق احمد	لائبریری اٹنڈنٹ	2ماہ
8۔	دربار حضرت خواجہ بہاری	عبدالعلی	نگران	2سال

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال پوچھنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ابھی جب میں اسمبلی اجلاس کے لئے آرہی تھی تو مال روڈ کے پاس سے، یہاں پر موجود ایک ڈی ایس پی صاحب کی گاڑی میرے بالکل قریب سے بڑی تیز رفتاری سے گزری ہے۔

جناب سپیکر: کس کی گاڑی؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ڈی ایس پی کی گاڑی جو کہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پتا نہیں کہ ان کو کیسی ایمرجنسی تھی کہ یہ میری گاڑی کے قریب سے تیزی کے ساتھ گزرے ہیں جیسا کہ یہ کسی ایمرجنسی ڈیوٹی پر جا رہے ہوں۔ وہاں پر اچھی خاصی ٹریفک تھی۔ یہ خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا ڈرائیور اس قدر بیہودہ طریقے سے گاڑی چلا رہا تھا کہ میری گاڑی بڑی مشکل سے چند انچ کے فاصلے سے بچی ہے۔

جناب سپیکر: کچھ ہوا تو نہیں، اللہ کا فضل ہے کہ آپ بچ گئی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اللہ کا فضل ہے کہ میں تو بچ گئی ہوں لیکن ان سے باز پُرس تو ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے اس قسم کی حرکت کی ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ چلیں، اس کے بارے میں پھر دیکھتے ہیں، آپ پہلے اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: محترمہ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ Police Estate ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ یہ پولیس کا ملک ہے اور مجھے آگے سے ہٹ جانا چاہئے تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ دونوں طرف ٹریفک تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، اب آپ اپنا ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کے قواعد کے مطابق رقبہ یا دکانیں کن شرائط پر الاٹ کی جاتی ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمہ کے رقبہ جات کو open auction کے ذریعے نیلام کر کے کرائے پر دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ وہ کمیٹی اس کا auction کرتی ہے بلکہ آج کل ہم نے اس کمیٹی میں میڈیا کو بھی شامل کر لیا ہے تاکہ transparent طریقے سے auction ہو سکے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مزارات کی جو تفصیل دی گئی ہے ان کے ساتھ واقع دکانوں کی سالانہ آمدن کتنی ہے یعنی ان مزارات سے سالانہ کتنی آمدن حاصل ہوتی ہے اور اس آمدن میں سے زائرین کی سہولتوں کے لئے کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انھوں نے اپنے سارے سوال میں کہیں پر بھی آمدن کا نہیں پوچھا۔ اب اگر یہ مجھے fresh question دے دیں تو میں انہیں ہر مزار کی آمدن اور اخراجات بتادوں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اس حوالے سے fresh question دے دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا اگلا سوال یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ دربار حضرت شاہ شمس قاری ریس کورس لاہور میں ہے اور دربار حضرت شاہ گدا، ریلوے کالونی لاہور میں واقع ہے۔ کیا یہ دونوں مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں یا نہیں، اگر یہ مزار محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں تو پھر یہاں پر محکمہ اوقاف کا کوئی ملازم تعینات کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے ان مزارات کے لئے کوئی اسامی منظور شدہ نہیں ہے، چونکہ ان مزارات کی آمدنی کم ہے اور یہ مزار ہم ٹھیکہ پر دیتے ہیں اس لئے یہاں پر ہمارا کوئی ملازم تعینات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ان دونوں مزارات پر محکمہ کا کوئی آدمی تعینات نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چونکہ ان مزارات کی آمدن کم ہے اس لئے وہ کوئی ملازم نہیں رکھ سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 3535 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-236 محکمہ اوقاف کی زمین و دیگر تفصیلات

*3535: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-236 ضلع وہاڑی میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں اوقاف کی زمین پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اگر ہاں تو تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناجائز قابضین مذکورہ زمین پر مکانات تعمیر کر کے بیچ رہے ہیں مگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی؟

(د) کیا حکومت محکمہ اوقاف کی زمین کو لیز پر دے کر غربا کو relief دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی-236 میں درج ذیل اراضی محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہے-

1- وقف اراضی چک نمبر 62/کے بی تحصیل و ضلع وہاڑی رقبہ تعدادی 2 ایکڑ-

2- وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت دانا ابراہیم چک نمبر 553/ای بی بوریوالہ ضلع وہاڑی رقبہ تعدادی 14 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے-

3- وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت کریم شاہ موضع تجوانہ وہاڑی رقبہ تعدادی 9 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے-کل رقبہ =26 ایکڑ 6 کنال 12 مرلے

(ب) حلقہ پی پی-236 میں واقع محکمہ اوقاف کی وقف اراضی پر کسی کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے-

(ج) محکمہ اوقاف کی کسی بھی وقف اراضی پر ناجائز قبضہ نہ ہے-

(د) حلقہ پی پی-236 میں صرف 2 ایکڑ اراضی واقع چک نمبر 62/کے بی وہاڑی محکمہ اوقاف ہر سال پٹہ پر نیلام کرتا ہے-جبکہ وقف اراضی 14 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے ملحقہ دربار حضرت دانا ابراہیم میں سے 13 ایکڑ 7 کنال 6 مرلے پر دربار شریف اور قبرستان واقع ہے-بقیہ ایک ایکڑ رقبہ موقع پر بنجر قدیم ہے اور دوسرے ملحقہ رقبہ سے تقریباً 3 فٹ اونچا ہے اور ناقابل کاشت ہے۔وقف اراضی تعدادی 9 ایکڑ 6 مرلے ملحقہ دربار حضرت کریم شاہ تجوانہ میں سے 2 کنال 10 مرلے پر دربار شریف ہے جبکہ 6 ایکڑ قبرستان پر مشتمل ہے اور 3 ایکڑ 4 کنال 16 مرلے رقبہ جنازہ گاہ کے لئے استعمال ہو رہا ہے-حکومت محکمہ اوقاف کی زمین کو باضابطہ لیز پر دے سکتی ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور محکمہ کی کارکردگی سے بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ بڑی بات ہے۔ مجھے تو اچھی کارکردگی نظر نہیں آئی۔ اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3680۔ (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، ہاں۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک کی اغلاط سے پاک پرنٹنگ کے لئے حکومتی اقدامات

*3680: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 31(2)(بی) میں provided ہے کہ:۔

"The State shall secure correct and exact printing and publishing of the Holy Quran?"

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبہ پنجاب کی سطح پر حکومت نے مذکورہ objectives حاصل کرنے کے لئے پچھلے دو سالوں میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں۔ آئین کے آرٹیکل 31(2)(بی) کی بجائے آرٹیکل 31(2)(اے) کے مطابق درست ہے۔

(ب) اشاعت قرآن (چھپائی اور ریکارڈنگ کی غلطیوں سے مستثنیٰ) ایکٹ 54 مجریہ 1973 کی دفعہ 3 کے تحت کوئی بھی ناشر جو کہ قرآن پاک شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا کوئی بھی ریکارڈنگ کمپنی جو کلام پاک کی ریکارڈنگ کا ارادہ رکھتی ہو وہ اپنے آپ کو صوبائی حکومت کے محکمہ اوقاف میں جس کے دائرہ اختیار میں وہ اپنا کاروبار کر رہا ہو گا مبلغ ایک صد روپیہ اسٹیٹ بنک میں جمع کروا کر ہمراہ ضروری دستاویزات رجسٹر کروائے گا۔

مذکورہ بالا ایکٹ وفاقی حکومت کا جاری کردہ ہے اور صوبائی حکومتوں کو اس کی دفعہ 3 کے تحت رجسٹریشن کا اختیار حاصل ہے۔ صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت کی عدم مشاورت اپنے طور

پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتیں۔تاہم حکومت پنجاب نے گزشتہ دو سال میں قرآن پاک کی صحیح اور اغلاط سے مبرا چھپائی اور اشاعت کے حصول کے لئے وفاقی حکومت کی باہم مشاورت سے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:۔

I) 29۔فروری 2008 کو 89 رجسٹرڈ ناشران قرآن مجید کے کوائف از سر نو مرتب کئے گئے۔ نشان (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

II) 15۔اپریل 2008 کو جملہ رجسٹرڈ ناشران کو ہدایات بابت احتیاطی تدابیر برائے طباعت و اشاعت قرآن مجید جاری کی گئیں۔نشان (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

III) 11۔جولائی 2008 کو قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کو معیاری نسخہ قرآن مجید کے مطابق کرنے کے لئے جملہ رجسٹرڈ ناشران اور پروف ریڈرز قرآن مجید کو ہدایات دی گئیں۔ نشان(پ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

IV) 13۔دسمبر 2008 کو اشاعت قرآن (چھپائی اور ریکارڈنگ کی غلطیوں سے مستثنیٰ) ایکٹ 54 مجریہ 1973 کی دفعہ 3 کی وضاحت کی گئی جس کے تحت کوئی ناشر خود کو رجسٹر کروائے بغیر قرآن مجید کی اشاعت نہیں کر سکتا۔خلاف ورزی کی صورت میں مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 6 اور 7 کے تحت متعلقہ ناشر کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی، لہذا ایسے ناشران جو خود کو رجسٹر کروائے بغیر اشاعت قرآن مجید کر رہے ہیں ہدایت کی گئی کہ وہ خود کو یا اپنی فرم کو محکمہ ہذا کے پاس رجسٹر کروائیں۔وفاقی حکومت کے نوٹیفکیشن مورخہ 9۔اکتوبر 1973 کے رول 4 کے تحت کوئی بھی ناشر قرآن مجید کی پرنٹنگ کے لئے 52 گرام نیوز پرنٹ کاغذ سے کم وزن کے کاغذ پر قرآن مجید کی طباعت نہیں کر سکتا لہذا حکومت پنجاب نے 13۔دسمبر 2008 سے اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ناشران قرآن مجید کو ہدایات جاری کی ہیں۔نشان (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں نیز 25۔اپریل 2009 کو ڈپٹی سیکرٹری اوقاف کی سربراہی میں ایک محکمانہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو قرآن پاک کی اشاعت کو 52 گرام نیوز پرنٹ کاغذ پر یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل رہے گی۔نشان (ٹ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

V) 10۔جنوری 2009 کو قرآن مجید کی پروف ریڈنگ کا معاوضہ دو صد روپے سے بڑھا کر تین صد روپے فی پارہ کر دیا گیا جس کی ادائیگی متعلقہ ناشر پروف ریڈر کو ادا کرتا ہے۔نشان (ث) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

VI) 28۔جنوری 2009 کو مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ 3 کی خلاف ورزی کی صورت میں دفعہ 6 کے تحت دی جانیوالی سزا کے بارے میں طریق کار کی وضاحت جاری کی گئی۔نشان (ج)ایوان کی میز پر دیا گیا ہے۔

(VII 4۔مارچ2009 کو ناشران قرآن مجید کو ہدایات جاری کی گئیں کہ مذکورہ بالا ایکٹ کی دفعہ 5(4)(بی) کے تحت قرآن مجید کے cover page پر متعلقہ پبلشر کی فرم کا نام، پرنٹنگ پریس کا نام اور سال اشاعت لازمی تحریر کیا جائے خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی ہو گی۔نشان(چ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(VIII قرآن مجید کی پروف ریڈنگ کے طریق کار کو بہتر بنانے کے لئے 4۔اپریل2009 کو محکمہ ہذا میں10 رجسٹرڈ حفاظ کرام پر مشتمل پروف ریڈنگ سیل برائے قرآن مجید تشکیل دیا گیا ہے۔نشان(ح)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب)part-II and III میں یہ لکھا گیا ہے کہ قرآن پاک کے صفحات جو کٹائی میں آتے ہیں یا غلط پرنٹ ہو جائیں تو ان کی احتیاطی تدابیر کے بارے میں اور یہ چیک کرنے کے لئے کہ غیر معیاری قرآن پاک جو کہ غلطی سے شائع ہو جاتے ہیں یا صفحے غلط ہو جاتے اس کی disposal کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔نشان(ٹ) میں اس کی تفصیل دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس کمیٹی میں ڈپٹی سیکرٹری، سیکشن آفیسر (آئی بی ایم) اور سیکشن آفیسر (جنرل) ممبرز ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے نام کیا ہیں؟ دوسرا مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اس disposal check کرنے کی ٹیم کا کوئی Cell ہے اور ان کا procedure کیا ہے؟ چند دن پہلے لاہور میں بی آر بی نہر سے کئی ٹن غیر معیاری صفحات پر چھپے ہوئے قرآن پاک کے نسخہ جات نکلے تھے تو ان responsible لوگوں کے نام کیا ہیں؟ دوسرا انہوں نے اس کی disposal کا کیا طریق کار رکھا ہوا ہے؟ یہاں جواب میں صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ بہت احترام وادب سے، شرعی تقاضوں کے عین مطابق اس کی disposal کی جاتی ہے۔ تو یہ تین لوگ کون ہیں،ان کے نام کیا ہیں؟ دوسرا specially in reference لاہور کا جو case ہوا تھا اس کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی تھی اور کیا dispose کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایک کمپنی نے اگر قرآن پاک غیر معیاری صفحات پر شائع کر دیا ہے تو وہ جا کر نہر میں اس کو dump کر دے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تین لوگ کون ہیں اور انہوں نے disposal کا کیا طریقہ وضع کیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے پہلا سوال یہ پوچھا ہے کہ ان تینوں آدمیوں کے نام کیا ہیں دوسرا قرآن پاک کے بوسیدہ اور غیر معیاری صفحات کو کس طریقے سے dispose of کیا جاتا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ تو آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے کچھ وضاحت کر دی ہے ورنہ ان کی تقریر سے تو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ پوچھ کیا رہی ہیں؟ انہوں نے جو تین نام پوچھے ہیں

ان میں ایک ڈپٹی سیکرٹری، اللہ رکھا صاحب ہیں، دوسرے محمد ایوب بٹ، سیکشن آفیسر (آئی بی ایم) ہیں جبکہ تیسرے محمد اسماعیل صاحب، سیکشن آفیسر ہیں۔ ان تینوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اگر کوئی ناشر غیر معیاری صفحات پر قرآن پاک کی اشاعت کرتا ہے تو ہم اس کو پکڑتے ہیں، ایسے دو تین cases میں ہم نے مقدمات درج کروائے ہیں۔ ہماری طباعت 52 گرام کے کاغذ پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی غلط کرتا ہے تو ہم اسے پکڑتے ہیں۔ اگر محترمہ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے تو ہمیں اس ناشر کا بتائیں ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ ہم نے اپنے جواب میں تمام ناشران کی ایک فہرست بھی دی ہوئی ہے۔ اگر ان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ کہیں پر violation ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کریں ہم اس کو قانون و قاعدہ کے مطابق گرفت میں لیں گے۔

جناب سپیکر! بوسیدہ اوراق کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے مساجد اور دوسری مختلف جگہوں پر یہ بوسیدہ اوراق اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ ان جگہوں سے ہماری گاڑی یہ اوراق جمع کرتی ہے۔ فیصل آباد میں ایک فیکٹری کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے۔ وہ تمام بوسیدہ اوراق وہاں جاتے ہیں اور وہاں پر بالکل علمائے کرام کے فتوے اور حکم کے مطابق ان مقدس اوراق کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جو لوگ نہر میں یہ مقدس اوراق پھینکتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں کیونکہ بوسیدہ مقدس اوراق کو نہر میں ڈالنا گناہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میرے خیال میں ان کی بات کافی وزنی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:

سمجھ سمجھ کے جو نہ سمجھے
میری سمجھ میں وہ نا سمجھ ہے

جناب سپیکر! میری باتیں کوئی اتنی الجھی ہوئی نہیں ہیں کہ سمجھی نہ جائیں۔ میں نے یہی پوچھا ہے جو آپ نے جواب دیا ہے لیکن میں نے بی آر بی نہر لاہور سے جو بوسیدہ اوراق نکلے تھے اسی کی نشاندہی کی ہے کہ کیا ان لوگوں کو پکڑا گیا تھا اور اس کیس کا کیا بنا، کیا وہ کیس چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، قریشی صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ بوسیدہ اوراق کس نے نہر میں ڈالے، محترمہ ان کی نشاندہی کریں انشاء اللہ ان کی گرفتاری کے احکامات جاری کروا دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ معاملہ اخباروں میں آیا، یہاں floor پر بھی discuss ہوا تو کیا محکمہ اوقاف اس سے بری الذمہ ہو رہا ہے، اس نہر سے کئی ٹن کاغذ نکلے تھے اس کے بارے میں انہیں کچھ پتا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: قریشی صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں سے کئی ٹن کاغذ نکلے تھے جن کے اوپر قرآن پاک کی آیات درج تھیں تو آپ نے اس کیس کو pursue ہی نہیں کیا اور اگر اس کیس کو pursue کیا ہے تو انہیں بتا دیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کوشش کی گئی ہے لیکن کوئی بندہ trace نہیں ہو سکا تو جب کوئی بندہ trace نہیں ہو سکا تو میں ان کو کیسے کوئی غلط بات بتا دوں؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نہر میں وہ اوراق پھینکنے والا بندہ trace نہیں ہوا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) کے ذیلی جز (III) میں قرآن مجید کے پروف ریڈرز کی لسٹ provide کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کو appoint کرنے کا طریق کار اور ان کی qualification کیا ہے؟ دوسرا انہوں نے Cell کے بارے میں لکھا ہے The Cell will be supervised. جس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی supervision نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر: محترمہ! پروف ریڈرز کسی قواعد و ضوابط کے مطابق ہی بھرتی ہوئے ہوں گے ایسے تو کوئی نہیں بھرتی ہو سکتا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محترمہ fresh question کریں میں ان کو پروف ریڈرز کی بھرتی کے قواعد و ضوابط بتا دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! قرآن مجید کے اوراق کا مسئلہ واقعتاً اہم ہے۔ ہمیں کم از کم پنجاب کے حوالے سے سوچنا چاہئے اور اس مقصد کے لئے بڑے بڑے ڈویژنوں میں کوئی خاص جگہ ہونی چاہئے جہاں ان مقدس اوراق کو recycle کیا جائے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ انتظام کیا گیا ہے۔ قریشی صاحب! اگر کمپنی کے ساتھ آپ کا agreement ہو گیا ہے تو آپ اس کی تشہیر کریں کہ اگر کوئی مقدس اوراق ملتے ہیں تو ان کو اس جگہ پر بھجوایا جائے تاکہ کوئی ان اوراق کو نہر یا کسی غلط جگہ پر نہ پھینکے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! عام طور پر یہ مقدس اوراق ہماری مسجدوں میں ہی جمع ہوتے ہیں لیکن اس کے لئے ہم مزید تشہیر کر دیں گے اور کوئی مخصوص جگہ بنا دیں گے کہ وہاں پر یہ اوراق دے دیں تاکہ وہاں سے ہماری گاڑیاں لے سکیں۔

جناب سپیکر: Next question No. 4819 چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! On his behalf question No. 4819 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ، دربار امام علی الحق صاحب کی آمدن و اخراجات

*4819: **چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دربار امام علی الحق صاحب سیالکوٹ کتنے عرصے سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے محکمہ کی دربار پاک سے 2007 تا 2009 آمدنی ماہانہ اور سالانہ کتنی ہے؟

(ب) محکمہ نے ان سالوں کے دوران دربار امام علی الحق سیالکوٹ پر کتنا خرچ کیا ہے، زائرین کی سہولت کے لئے کیا کیا سہولیات ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت امام علی الحق سیالکوٹ 1960 سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

I-ماہانہ آمدن

ماہ	آمدن ماہانہ سال 08-2007	ماہ	آمدن ماہانہ سال 09-2008
جولائی 2007	286,894/- روپے	جولائی 2008	320,029/- روپے
اگست 2007	317,836/- روپے	اگست 2008	427,237/- روپے
ستمبر 2007	378,177/- روپے	ستمبر 2008	334,330/- روپے
اکتوبر 2007	295,973/- روپے	اکتوبر 2008	354,899/- روپے
نومبر 2007	381,797/- روپے	نومبر 2008	471,315/- روپے
دسمبر 2007	433,063/- روپے	دسمبر 2008	377,271/- روپے
جنوری 2008	325,369/- روپے	جنوری 2009	472,271/- روپے

فروری 2008	-/315,936 روپے	فروری 2009	-/351,043 روپے
مارچ 2008	-/466,554 روپے	مارچ 2009	-/430,109 روپے
اپریل 2008	-/380,077 روپے	اپریل 2009	-/392,827 روپے
مئی 2008	-/1,570,477 روپے	مئی 2009	-/581,165 روپے
جون 2008	-/3,714,472 روپے	جون 2009	-/11,630,579 روپے

II-سالانہ آمدن

سال 08-2007	سال 09-2008
-/8906624 روپے	-/16143166 روپے

(ب) I-سال 08-2007 اور سال 09-2008 میں کئے گئے کل اخراجات

سال 08-2007	سال 09-2008	کیفیت
-/1,169,796 روپے	-/3,445,679 روپے	سال 2008 کے منظور شدہ تعمیراتی بجٹ کا کام (On going)

II-زائرین کی سہولت کے لئے کئے گئے اقدامات

1 سخت گرمی اور دھوپ یا بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے شیڈ لگائے گئے ہیں چار عدد مزید شیڈ لگائے جا رہے ہیں۔
2 دربار شریف کے مین راستہ پر لف ٹائلز لگائی گئی ہیں۔
3 زائرین کے لئے پختہ لنگر خانہ موجود ہے۔
4 زائرین اور نمازیان کی سہولت کے لئے پندرہ سو گیلن کی پانی کی ٹینکی لگائی گئی ہے۔
5 سکیورٹی خدشات کے پیش نظر دربار شریف پر تین بڑے مضبوط اور آہنی دروازے لگائے گئے ہیں۔
6 دو عدد سکیورٹی گارڈز بھرتی کئے گئے ہیں۔
7 ٹھنڈے پانی کے کولر نصب شدہ ہیں۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ان سالوں کے دوران دربار حضرت امام علی الحق سیالکوٹ پر کتنا خرچ کیا گیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ یہاں پر صرف سہولیات کے بارے میں بتایا گیا ہے، خرچ کی amount نہیں بتائی گئی؟

جناب سپیکر: جی، قریشی صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! حضرت امام علی الحق سیالکوٹ کے دربار پر جو تعمیرات اور خرچ کیا گیا ہے میں اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔

-1	مرمت و تعمیر غسل خانہ اور منیجر آفس	:	-/96,260 روپے
-2	تعمیر شیڈ، pure floor و آہنی دروازے	:	-/1,225,209 روپے
-3	واٹر سپلائی کے انتظامات	:	-/134,300 روپے
-4	مرمت و تزئین ٹائلٹ وغیرہ	:	-/163,700 روپے
-5	مرمت چھت و امام بارگاہ	:	-/42,655 روپے

اس طرح ہم نے وہاں پر -/1,693,100 روپے خرچ کئے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ سوال کا جز (الف) ہے کہ محکمہ کی دربار پاک سے 2007 تا 2009 تک ماہانہ اور سالانہ کتنی آمدنی ہے؟ 08-2007 اور 2009، تین سال بنتے ہیں لیکن انہوں نے وہاں پر 08-2007 اور 09-2008 اس طرح کر کے دو سال کی آمدن بتائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر جو تفصیل دی ہوئی ہے اس میں جون 2008 کو -/3,714,472 روپے آمدنی ہے اور جون 2009 کو -/11,630,579 روپے آمدنی ہے۔ وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ اس میں اتنا difference کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ آمدن زائرین کی طرف سے ہوتی ہے اگر انہوں نے کم نذرانہ ڈالا ہے تو ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے اگر وہ زیادہ ڈالتے تو پھر بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں کون سے افسر تھے جس کے پاس غلہ کھولنے کی ڈیوٹی تھی اور 2009 میں اس کام پر کس کی ڈیوٹی تھی؟ میری اطلاع کے مطابق اگر کوئی اچھا افسر آ جائے تو ہر مزار سے 50 to 60 فیصد آمدنی کے نکالنے میں فرق پڑ جاتا ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ زائرین نے کم نذرانہ ڈالا یا زیادہ، یہاں پر تو نکالنے والے کا کمال ہے۔ کیا وزیر صاحب check کر کے بتا سکیں گے کہ اس دوران کون سے افسر تھے اور کیا ان کی وجہ سے کارکردگی بہتر تھی؟

جناب سپیکر: ان کے نزدیک تو تمام ہی دیانت دار ہیں تاوقتیکہ ان کے خلاف کوئی کیس نہ آئے۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آپ پچھلا ریکارڈ check کر لیں اور الحمدللہ جب سے یہ charge میرے پاس ہے محکمے اور درباروں کی آمدنی ہر سال بڑھی ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کا foolproof انتظام ہو تاکہ یہ پیسا اِدھر اُدھر نہ ہو سکے۔ اس کے لئے نہ صرف ہمارا ہیڈ کوارٹر سے بھی آدمی جاتا ہے بلکہ انچارج منیجر موجود ہوتا ہے اور بنک کا افسر جاتا ہے اس کے باوجود اب ہم Electronic Cash Boxes رکھنے لگے ہیں تاکہ اگر کہیں مزید کوئی خرابی ہے تو اس کو بھی ختم کیا جا سکے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہاں پر کیمرے بھی لگوائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، سب کچھ لگے گا۔۔۔اللہ اکبر، ڈار صاحبہ ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ زائرین کی سہولت کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو اقدامات کئے گئے ہیں ان میں کتنے فیصد صداقت ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے تو سو فیصد صداقت پر کئے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اگر سو فیصد صداقت پر ہے تو پھر وزیر صاحب فرمادیں کہ کیا ہم وہاں زیارت کے لئے جاسکتے ہیں اور پھر کیا بعد میں ہم سوال کر سکتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انھیں اجازت ہے، یہ خوشی سے جائیں اگر آپ مجھے حکم دیں گے تو میں بھی ساتھ چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: اب محترمہ نگہت ناصر شیخ کا سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4944 ہے۔

بادشاہی مسجد کے خطیب کا اعزازیہ و مراعات کی تفصیلات

*4944: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں بادشاہی مسجد کے خطیب کو حکومت پنجاب کی طرف سے کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں بادشاہی مسجد کے خطیب کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے نیز اعزازیہ کے علاوہ دیگر کون کون سے الاؤنسز وغیرہ دیئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بادشاہی مسجد کا خطیب سرکاری ملازم ہے اگر ہے تو اس کا گریڈ کون سا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر 18 میں منظور شدہ ہے اور حکومت پنجاب کے مروجہ قواعد کے مطابق خطیب بادشاہی مسجد کو سکیل نمبر 18 کی مراعات دی جاتی ہیں۔تاہم

اس وقت خطیب کی اسامی خالی ہے اور اس خالی اسامی کا اضافی چارج نائب خطیب امام سکیل نمبر17 کو دیا گیا ہے۔

(ب) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور حکومت پنجاب کے مروجہ قواعد کے مطابق خطیب بادشاہی مسجد کو سکیل نمبر18 کی مراعات اور الاؤنسز ادا کئے جاتے ہیں۔

(ج) خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور وہ سرکاری ملازم ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو خطیب کی اسامی خالی ہے یہ کب سے خالی ہے اسے کب تک پُر کر لیا جائے گا اور خطیب یا مؤذن کی تعیناتی کے لئے کیا qualification required ہوتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ اسامی 1999-03-09 سے خالی ہے اس کے لئے ہم نے requirement کے مطابق اشتہارات دیئے تھے۔ اس کے بعد جب ہمارے پاس کوئی نہ آیا تو ہم نے پبلک سروس کمیشن کو لکھا تو انھوں نے بھی اشتہار دیئے، کوشش کی کہ اس اسامی پر کوئی بندہ recruit کر لیں لیکن تاحال ابھی تک کوئی بندہ ہماری requirement کے مطابق نہ آیا ہے۔ انشاء اللہ جونہی کوئی معاملہ ٹھیک ہوا تو ہم بھرتی کر لیں گے۔

جناب سپیکر! خطیب کے لئے qualification یہ ہے کہ وہ کم از کم شہادۃ عالمیہ کا حامل ہو اور اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنے سوال میں qualification نہیں پوچھی تھی۔ سوال کے مطابق تو میں نے جواب دے دیا ہے۔ مزید اگر میری بہن کچھ وضاحت چاہتی ہیں تو یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں تسلی بخش جواب دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ خطیب بادشاہی مسجد کی اسامی سکیل نمبر18 میں منظور شدہ ہے اور وہ سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ گریڈ18 کا سرکاری افسر ہوتا ہے ملازم تو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: افسر بھی سرکاری ملازم ہی ہوتا ہے۔ جی، محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 04-2003 میں اس اسامی کے لئے پورا criteria بنا تھا۔ اس اسامی کے لئے امتحانات ہوئے تھے، انٹرویو ہوئے تھے اور ایک صاحب جن کا نام مولانا آصف جلالی تھا انھوں نے qualify کیا تھا۔ انھوں نے ان کو چارج نہیں دیا تھا۔ وہ چارج کیوں نہیں دیا تھا وزیر صاحب اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: کیا وہ پبلک سروس کمیشن کی طرف سے آئے تھے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے ان کی طرف سے بھی لکھا تھا، انھوں نے بھی کہا ہے کہ ابھی تک آپ کی مطلوبہ قابلیت کے مطابق آدمی نہیں آیا ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے آصف جلالی صاحب کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انھوں نے پبلک سروس کمیشن میں اب دیا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ آپ recruitment نہیں کرتے وہ تو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی آنا ہے جس نے بھی آنا ہے۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5022 ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پر لنگر تقسیم کرنے کی تفصیلات

*5022: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پر لنگر تقسیم کرنے والے تمام لوگ سیاسی ہیں جس کی وجہ سے لنگر عام غریب لوگوں کو ملنے کی بجائے سیاسی لوگوں اور آفیسروں کے گھروں کو بھیج دیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت داتا گنج بخشؒ کے دربار سے سیاسی لوگوں کی ڈیوٹی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں محکمہ کی جانب سے روزانہ لنگر محکمانہ انتظامیہ پکوا کر بعد نماز مغرب اعتکاف ہال مسجد داتا دربار میں زائرین کو باقاعدہ دستر خوان بچھا کر باعزت

طریقے سے کھلایا جاتا ہے۔(زائرین کو بٹھا کر دستر خوان پر لنگر کھلانے کا سلسلہ پہلی بار گزشتہ آٹھ ماہ سے شروع کیا گیا ہے)سامان لنگر کی خریداری، پکوائی اور تقسیم کی تمام تر کارروائی کی نگرانی حاجی محمد اعظم ممبر امور مذہبیہ کمیٹی داتا دربار کرتے ہیں۔

علاوہ بریں دربار شریف پر ہزاروں زائرین اپنی گرہ سے زائرین میں لنگر تقسیم کرتے ہیں جن کی سیاسی حیثیت اور لگاؤ سے انتظامیہ داتا دربار کا کوئی سروکار نہ ہے۔چونکہ دربار شریف پر آنے والے زائرین بلا تخصیص سیاسی تعلق ایک زائر کی حیثیت سے دربار شریف میں حاضری دیتے ہیں اور اگر اپنی طرف سے لنگر تقسیم کرنا چاہیں تو لنگر خانے میں یا اعتکاف ہال میں لنگر تقسم کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

(ب) جواب جز(الف)مفصل ہے دربار شریف میں محکمانہ لنگر کی تقسیم کسی بھی سیاسی شخصیت کے ذریعے نہیں کی جارہی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر!جواب میں بتایا گیا ہے کہ سب ٹھیک ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔آپ آج بھی چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ زائرین جو وہاں پر پیسے یا دیگیں لنگر خانہ میں جمع کروا دیتے ہیں تو یہ وہاں -/1200 سے لے کر -/2,000 روپے میں بکتی ہیں ایسا کیوں ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ایسا بہت کم ہے کہ کوئی زائر لنگر خانے میں پیسا دے، زیادہ تر ایسے ہوتا ہے کہ لنگر خانے کے لئے لوگ باہر سے دیگیں پکی پکائی خریدتے ہیں یا پکواتے ہیں۔وہ لنگر خانے میں آ جاتی ہیں تو وہاں تقسیم ہوتی ہیں بلکہ کچھ لوگ تو باہر ہی تقسیم کر دیتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔اگر میرے بھائی کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یہ میرے معزز ساتھی ہیں یہ مجھے بتائیں انشاء اللہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ بات ریکارڈ پر نہیں لائی جا سکتی۔

جناب وسیم قادر: جناب والا!میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بہت سے functions پر کھانا وہاں سے جاتا ہے۔اس کے علاوہ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بعض اوقات زائرین کم ہوتے ہیں اور کھانا زیادہ ہوتا ہے اور جو کھانا لنگر خانے میں بچ جاتا ہے اس کا یہ کیا کرتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!وہاں کوئی کھانا بچتا ہی نہیں۔اگر کوئی بچتا ہے تو وہ لنگر ہوتا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ تقسیم ہی ہوتا ہے۔ہم نے اس کا کیا کرنا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! داتا صاحب کے مزار کا رقبہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بھی کچھ تکلیف کر لیں اور پہلے سوال کریں اور پھر اس کا جواب لیں۔ شکریہ

اب جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا سوال ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 5124۔

دربار حضرت سخی سرورؒ کی تفصیلات

*5124: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پچھلے 2 سال کے دوران دربار حضرت سخی سرورؒ ڈیرہ غازی خان پر چندہ کی صورت میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) پچھلے 2 سال کے دوران مذکورہ دربار پر زائرین کو سہولت فراہم کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت سخی سرورؒ ڈیرہ غازی خان پچھلے دو سال کے دوران چندہ سے موصول ہونے والی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سال 2007-08	-/5,275,758 روپے
سال 2008-09	-/5,495,357 روپے

(ب) سال 2007-08 میں دربار پر درج ذیل اخراجات کئے گئے:-

1۔ تعمیر وضو شیڈ	-/273,000 روپے
2۔ تعمیر Steps /Retaining Wall	-/987,000 روپے
3۔ تبدیلی دروازہ و مرمت چھت دربار	-/60,000 روپے
کل اخراجات	-/1,320,000 روپے

سال 2008-09 کے دوران دربار حضرت سخی سرورؒ پر تعمیر و مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سال 2007-08 میں -/5,275,758 روپے اور سال 2008-09 میں -/5,495,357 روپے آمدنی ہوئی ہے اور 08-2007 میں کل اخراجات

-/1,320,000روپے کے ہوئے ہیں۔ اس طرح اس سال کے -/3,955,758روپے بچے ہوئے ہیں اور -/5,495,357روپے 09-2008 کے بچے ہوئے ہیں جن کا ٹوٹل تقریباً ایک کروڑ روپیہ بنتا ہے تو حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کا جو ایک کروڑ روپیہ آپ ڈیرہ غازی خان سے اٹھا کر لاہور لے آئے ہیں یہ کہاں رکھا ہوا ہے اور کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میرے بزرگ لغاری صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے بزرگ نہیں بلکہ آپ کے برخورداروں میں شامل ہیں۔

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پیسا ہمارے ہیڈ کوارٹر آ جاتا ہے اور وہاں سے ہی نہیں بلکہ تمام پنجاب جہاں پیسا بچتا ہے وہ آ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم اسے پنجاب بھر میں جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خرچ کرتے ہیں۔ ہم ڈویلپمنٹ کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ آج کے بعد میں نے یہ نوٹ کر لیا ہے کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ دربار پر ہم بہت کام کرنے لگے ہیں۔ ان کو خوشی ہو گی اور انشاء اللہ ان کی مشاورت اس میں شامل ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ان کی خوشی کی بات چھوڑیں۔ ان کو خوشی ہو گی یا نہیں ہو گی وہ مجھے پتا ہے، کیا آپ اس پر کچھ دھیان دے رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ یہ نوٹ کر لیں کہ یہ commitment کر رہے ہیں کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بہت سارا کام ہو گا۔ اس کام کا جو پلان ہے یہ اس کی تفصیل تو بتا دیں کہ انھوں نے کن چیزوں کی منصوبہ بندی کی ہوئی ہے؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو تفصیل فراہم کروں گا۔ ویسے بھی یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر جو کام ہو گا وہ ان کی موجودگی اور ان کی نگرانی میں ہم کروائیں گے۔ اس کے علاوہ ان کی مشاورت بھی اس میں شامل ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ذرا ان سے پوچھ لیں کہ وہ آپ کو اتنا وقت دے سکتے ہیں۔

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو مجبور کر دوں گا کیونکہ یہ میرے وسیب کے ہیں اور ان کو وقت دینا ہی پڑے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5254 ہے۔

محکمہ کے زیر انتظام مزارات سے آمدن کی تفصیلات

*5254: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں اور ان سے گزشتہ مالی سال میں محکمہ اوقاف کو کل کتنی آمدن ہوئی ہے ؟

(ب) بزرگان دین کے مزاروں کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینے کے حوالے سے کیا معیار اور پیمانہ مقرر ہے اور کیا اس پیمانہ پر یکساں عمل ہوتا ہے ؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزاروں سے ہونے والی آمدنی کا خاطر خواہ حصہ وہاں آنے والے زائرین کو مختلف سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے گزشتہ مالی سال میں اس ضمن میں محکمہ نے کل کتنے ترقیاتی اخراجات کئے ؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں 534 مزار ہیں۔ان سے گزشتہ مالی سال 09-2008 میں محکمہ اوقاف کو مبلغ -/539,456,356 روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بزرگان دین کے مزارات کو وقف پراپرٹی آرڈیننس 1979 میں درج شدہ طریق کار کے مطابق محکمانہ تحویل میں لیا جاتا ہے۔البتہ حوالگی نوٹیفکیشن سے قبل محکمہ اوقاف کے ریونیو عملہ سے متعلقہ دربار کا ہر لحاظ سے مکمل سروے کرایا جاتا ہے مذکورہ دربار آمدن کے لحاظ سے خود کفیل ہو یا موقع پر نقص امن یا مذہبی انتشار کا اندیشہ ہو تو مفاد عامہ کے پیش نظر ایسے مزارات کو محکمانہ تحویل میں لے لیا جاتا ہے مزید برآں تمام مزارات کو محکمانہ تحویل میں لیتے وقت یکساں معیار پر عمل کیا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزارات سے ہونے والی آمدنی کا خاطر خواہ حصہ وہاں پر آنے والے زائرین کو سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے۔گزشتہ مالی سال 09-2008 میں محکمہ اوقاف نے ترقیاتی کاموں پر مبلغ -/96,748,878 روپے کے اخراجات کئے جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے لئے لاہور سے باہر کا data مطلوب ہوتا۔ یہ جواب تقریباً آٹھ نو ماہ بعد آیا ہے جس کی تاریخ 7-اکتوبر 2010 ہے لیکن اس میں پھر بھی معلومات نامکمل ہیں۔ 09-2008 کے اخراجات اور آمدن کا بتا دیا گیا ہے لیکن سال 10-2009 جسے گزرے چار ماہ پھر ہو گئے ہیں لیکن اس کی تفصیل دستیاب نہیں ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف مزاروں سے حاصل ہونے والی آمدن کا خاطر خواہ حصہ وہاں آنے والے زائرین کو مختلف سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کرتا ہے۔" انہوں نے مالی سال 09-2008 کے حوالے سے جواب دیا ہے کہ "کل آمدن 53 کروڑ 94 لاکھ 56 ہزار 356 ہے جس میں سے صرف 9 کروڑ 67 لاکھ 48 ہزار 878 روپے زائرین پر خرچ کئے گئے ہیں جو کل رقم کا صرف 16/17 فیصد بنتا ہے۔" باقی آمدن کیا محکمے کے اللوں تللوں اور آنیوں جانیوں پر خرچ ہوتی ہے یا اس کا کوئی اور بہتر مصرف بھی ہے کیونکہ پورے پنجاب میں صرف 17 فیصد آمدنی زائرین پر استعمال ہو رہی ہے لہذا باقی 83 فیصد کہاں استعمال ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ رقم خرچ ہوئی ہے لیکن باقی ہمارا اسٹاف، دفاتر اور پنجاب بھر میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں جس میں ہمیں یہ پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہمارا جو بجٹ بنتا ہے اس کی کاپی میں انہیں فراہم کر دیتا ہوں جسے یہ پڑھ لیں کہ بقایا پیسا ہم کہاں خرچ کرتے ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اگر 83 فیصد صرف محکمے پر خرچ ہوتا ہے تو کیا یہ زائرین کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: وہ صرف اپنے محکمے کا نہیں کہہ رہے کہ سارے کا سارا 83 فیصد ہم خرچ کر دیتے ہیں بلکہ ان کے اور بھی اخراجات ہوتے ہیں اور یہ تمام اخراجات ان کے محکمے کے کاموں کے لئے ہی ہونے ہوتے ہیں مثال کے طور پر کسی جگہ پر کام ہو رہا ہے تو وہاں پر بھی ان کو پیسے دینے ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ خود ان کو بتائیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! مساجد بھی ہمارے زیر کنٹرول ہیں۔ بے شمار مساجد ایسی ہیں جہاں سے ہمیں کوئی آمدن نہیں ہوتی تو یہ پیسا ان کی maintenance وغیرہ پر بھی ہمیں خرچ کرنا پڑتا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے محکمہ کے ترقیاتی خرچ کی کل تفصیل تو دے دی ہے لیکن اس کے علاوہ اور کون سے مزارات ہیں جن پر یہ پیسا خرچ کیا جاتا ہے، کیا کسی محکمے کی افادیت اس بات سے نہیں جانچی جا سکتی کہ جس مقصد کے لئے یہ محکمہ بنایا گیا ہے اس مقصد پر صرف 17 فیصد خرچ کیا جا رہا ہے اور 83 فیصد اسٹیبلشمنٹ، ٹرانسپورٹ اور تنخواہوں پر خرچ کیا جا رہا ہے تو کیا اس محکمے کو ختم کرنا مناسب نہیں ہو گا؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو میں نے بتایا ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس ہسپتال ہیں جہاں سے آمدنی نہیں ہوتی لیکن ہم وہاں پر خرچ کرتے ہیں اور جہیز فنڈ پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ میں نے انہیں مکمل بتایا ہے لیکن اگر یہ ساری چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں تو میں ان کو بجٹ کی کاپی دے دیتا ہوں اس میں سے یہ check کر لیں اور اس کے بعد اگر یہ مجھے کہیں تو میں انشاء اللہ اس کی تعمیل کروں گا۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بزرگانِ دین کے مزارات کو Works Property Ordinance کے طریق کار کے مطابق تحویل میں لیا جاتا ہے اور اس کا مکمل سروے کیا جاتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ کوئی 44 کروڑ روپے کی رقم ہے جو کہ بچت کی صورت میں آ رہی ہے لہذا میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ان تمام مزارات کے ساتھ بے شمار اراضی بھی ہے تو کیا یہ ایسا ارادہ رکھتے ہیں کہ اس اراضی میں ایسے مدارس بنائے جائیں جن میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ماڈرن تعلیم بھی دی جائے تاکہ دوسرے مدارس کے ساتھ جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں تو ہم ایک counter مدرسہ پروگرام ایسی جگہ سے لے کر آئیں جہاں ہمارے پاس فنڈز بھی موجود ہیں اور فالتو زمین بھی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کا جواب وہ نہیں دے پائیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ جب pre-budget debates ہوں گی تب آپ اپنی تجاویز لے کر آئیں، اس کا بجٹ بنائیں اور اس کو پاس

کروائیں کیونکہ اس کے مطابق ہی اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ منسٹر صاحب! آپ اس حوالے سے کچھ بتانا چاہتے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! آپ مجھ سے سینئر ہیں اور آپ نے جو فرمایا ہے بالکل یہی جواب ہے۔ میرے مذہبی امور کے محکمے میں چار مسالک دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور اہل تشیع ہیں اس لئے ہمیں انہی کے حساب سے ہی کرنا ہوگا کیونکہ اگر ہم نے کوئی بات اِدھر اُدھر کر دی تو پھر یہ محکمہ پر آئے گا اس لئے مناسب یہ ہے کہ جس طرح ابھی چل رہا ہے اس کو چلنے دیا جائے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہمیں کمپیوٹر سائنس اور ماڈرن علوم دینے ہیں اور اس پر تمام فرقوں کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہ ہے کہ تمام بزرگانِ دین کے مزارات کے جو مہتمم ہوتے ہیں یا مزارات کے حوالے سے کوئی اہم شخصیات ہوتی ہیں تو آج کل جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو ان کو بھی انہی مزارات میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ سروے مکمل کرایا جاتا ہے اور مزار تحویل میں لیا جاتا ہے۔ کیا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ قبرستان کے باہر کسی مزار کے اندر کسی شخص کو دفن کیا جائے چاہے وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو؟

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ جو دفن ہو چکے ہیں ان کا اب کیا کریں گے، منسٹر صاحب! آپ ان کی بات کا جواب دیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو دفن ہو چکے ہیں ہم ان کو واپس نہیں ہٹا سکتے لیکن آئندہ ہماری اجازت ہو گی تو وہاں پر مدفون ہو گی۔

جناب سپیکر: اب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایسی کوئی اجازت نہیں دی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آج کل بھی روزانہ بے شمار دفن ہو رہے ہیں اور پچھلے اڑھائی سال میں اس طرح کے لوگ بغیر اجازت کے دفن ہو رہے ہیں تو یہ ان پر کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہیں بتائیں کہ کیا مردے پر کوئی action ہو سکتا ہے، اس فانی دنیا سے جو چلا گیا ہے اس پر ہم کیا action کریں گے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ بہت سنجیدہ ہے۔ جو لوگ afford کرتے ہیں انہوں نے گلبرگ اور دوسری جگہوں پر اپنی کوٹھیوں میں اپنے والدین کو دفن کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ لوگ تو اپنے شہروں کے اندر مرغی تک ذبح نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: میں خود ہی پریشان ہوں تو میں آپ کی اس بات کا کیا جواب دوں؟ جی، اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی وقت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: On her behalf سوال نمبر 5552۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔داتا دربار پر ٹھیکیدار کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5552: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 میں مزار حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (داتا دربار) لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا ہے نیز ٹھیکے کی فی جوڑا قیمت کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیدار میں بحث و تکرار ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نوبت جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ مالی سال (یکم جولائی تا 30۔جون) کی بنیاد پر بذریعہ نیلام عام دیا جاتا ہے۔ مالی سال 09-2008 کا زر ٹھیکہ مبلغ -/20,050,000 روپے تھا۔ رواں مالی سال میں یکم جولائی تا 24۔اگست 2009 ٹھیکہ نیلام عام نہ ہونے کے باعث عارضی و محکمانہ انتظام کے تحت مبلغ -/2,459,859 روپے آمدن ہوئی، جبکہ 25۔اگست 2009 تا 30۔جون 2010 (10 ماہ 7 یوم) کا زر ٹھیکہ مبلغ -/14,500,000 حاصل ہوا۔ اس طرح یکم جنوری تا 31۔دسمبر 2009 (ایک سال)

زر ٹھیکہ کی مد میں مبلغ -/18,504,930 روپے محکمہ کو حاصل ہوئے نیز فی جوڑا اجرت حفاظت پاپوش -/2 روپے مقرر شدہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار کا عملہ کسی حد تک من مانی کرتے ہوئے زائد اجرت حفاظت پاپوش وصول کرتا ہے۔ محکمانہ طور پر مؤثر کنٹرول کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں جن میں زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف پنجاب مبلغ -/2,000 روپے سے -/5,000 روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جہاں تک زائرین سے ٹھیکیدار کے کارندوں کے لڑائی جھگڑے کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں انچارج پولیس چوکی داتا دربار کی رپورٹ کے مطابق اب تک زائرین کی جانب سے شکایت پر ٹھیکیدار کے خلاف حسب ضابطہ زیر دفعہ 2A-3/141 کل 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

(ج) زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کو کنٹرول کرنے کے لئے جامع اقدامات کئے گئے ہیں۔ ہر گیٹ پر تعینات شدہ سکیورٹی گارڈ اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے عملہ پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ کوئی بورڈ الٹا یا کپڑا ڈال کر چھپایا نہیں گیا۔ زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کے سد باب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کئے جاتے ہیں بلکہ جابجا بورڈ آویزاں ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ اجرت حفاظت پاپوش -/2 روپے فی جوڑا ہے زائد اجرت ہر گز ادا نہ کریں۔ شکایت کی صورت میں دفاتر ایڈمنسٹریٹر و منیجر کے نمبرز بھی درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں منیجرز کی ڈیوٹی راؤنڈ دی کلاک 24 گھنٹے (تین شفٹوں) میں ہوتی ہے اور ہر منیجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم تین مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔ زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف، پنجاب مبلغ -/2,000 روپے سے -/5,000 روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جہاں تک زائرین سے ٹھیکیدار کے کارندوں کے لڑائی جھگڑے کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں انچارج پولیس چوکی داتا دربار کی رپورٹ کے مطابق اب تک زائرین کی جانب سے شکایت پر ٹھیکیدار کے خلاف حسب ضابطہ زیر دفعہ 2A-3/141 کل 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلے سال جوتوں کے ٹھیکے سے دو کروڑ 50 ہزار روپے آمدن ہوئی تھی اور رواں مالی سال میں یہ کم ہو کر ایک کروڑ 69 ہزار روپے رہ گئی۔ میرا وزیر محترم سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پچھلے سال کی نسبت لوگوں نے کم جوتے پہننا شروع کر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اس کا جواب پہلے بھی دے چکے ہیں اور آپ اس وقت موجود نہیں تھیں۔ بہر حال منسٹر صاحب بتاتے ہیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ٹھیک کہتی ہیں کہ آمدنی میں کمی ہوئی ہے۔ جس طرح آج کل ملک میں دہشت گردی کی لہر دوڑ رہی ہے اس سے زائرین کی تعداد کم ہوئی ہے اور خاص طور پر داتا صاحب کے بہت سارے گیٹ ہم نے for security purposes بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں یہ آمدن کم ہوئی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہیں کر سکتے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے ان سے اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ادھر سے ابھی اجازت نہیں ملی۔ جب ان کے ضمنی مکمل ہوں گے تو پھر آپ سے کہوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمے نے خود اقرار کیا ہے کہ اگر ہمارے notice میں آتا ہے کہ ٹھیکیدار وہاں پر جوتے جمع کرانے کی زائد قیمت وصول کر رہا ہے تو ہم خود بھی اس کو check کرتے رہتے ہیں۔ وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2009 میں کتنے ٹھیکیداروں کو جرمانہ کیا ہے، کتنی دفعہ جا کر اس طرح check کیا ہے اور لوگوں کو پکڑا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! کیا ان کو پکڑنا منسٹر کا کام ہے؟ آپ محکمے کی بات کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ان سے مطلب محکمہ ہی ہے۔ Individual حیثیت میں تو یہاں پر وہ سوال کا جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 09-2008 میں ہم نے تین لاکھ 15 ہزار 800 روپے جرمانہ کیا اور اسی طرح لڑائی جھگڑے کے واقعات پر ہم نے دو پرچے بھی درج کروائے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے لڑائی جھگڑے کا نہیں پوچھا۔ میں نے کہا ہے کہ کتنے ٹھیکیداروں کو آپ نے جرمانہ کیا ہے اور پکڑا ہے میں صرف تعداد پوچھ رہی ہوں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جرمانہ ٹھیکیداروں کو ہی ہوتا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ تین لاکھ 15 ہزار 800 روپے جرمانہ کیا ہے۔ یہ مجھ سے fresh question کی صورت میں دوبارہ تعداد پوچھیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی بتادوں گا کہ کتنے لوگوں کو ہوا ہے۔

جناب سپیکر: تین لاکھ کتنے ہزار ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 3 لاکھ 15 ہزار 800 روپے جرمانہ ٹھیکیدار کو کیا ہے اور آدمی تو ایک ہوا نا تو کتنے آدمیوں کا میں کیا بتاؤں کیونکہ ٹھیکیدار تو ایک ہے جسے ہم نے مختلف شکایات موصول ہونے پر مختلف مواقع پر جرمانہ کیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں درج ہے کہ دفعہ 141 کے تحت کل 9 مقدمات درج ہوئے تو یہ 9 مقدمات جن کا وزیر موصوف کو نہیں پتا تو کیا یہ مقدمات کافی ہیں کیونکہ وہاں پر جتنی بے قاعدگیاں ہوتی ہیں اور جس انداز سے وہاں لڑائی جھگڑوں کی رپورٹیں ہمیں بھی مل رہی ہوتی ہیں تو یہ صرف 9 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہیں نہیں پتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 9 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ہمارے notice میں یہی واقعات آئے جن کے خلاف مقدمات درج کروائے اور اگر میری بہن 100/200 مقدمات درج کروانا چاہتی ہیں تو یہ جھگڑے کروائیں تو ہم اتنے ہی مقدمات درج کروادیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ایسا جواب دیتے ہیں جس پر clapping ہوتی ہے جو کہ مناسب نہیں ہے کیونکہ ہم ان سے ٹھیکیداروں کی تعداد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں پتا تو یہ بات ختم ہو گئی لیکن ایک تو آپ جواب نہ دیں اور پھر اس کے بعد ضمنی سوال کا آپ مذاق اڑائیں تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز احمد خان کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf جناب سپیکر! سوال کا نمبر 5885 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز احمد خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ حضرت پیر نصیر الدینؒ کے مزار کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*5885: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے موضع شاہ پور خانپور میں حضرت پیر نصیر الدینؒ کے مزار کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) مزار سے ملحق قبرستان کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مزار اور قبرستان کی جگہ پر کچھ لوگ ناجائز طور پر قابض ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار عرصہ دراز سے زیر تعمیر ہے؟

(ہ) اگر محکمہ مزار مذکورہ کی تعمیر کی تکمیل کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن مزار شریف و اس سے ملحقہ کل رقبہ 87 کنال 6 مرلے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مزار شریف کا کل رقبہ 18 کنال 10 مرلہ ہے۔

مکانات	4K - 16M
مسجد و قبرستان	03K - 00M
زرعی زمین	02K - 09M
قبرستان	51K - 06M
ناجائز قبضہ	07K - 00M
کل رقبہ	87K - 06M

(ب) مزار سے ملحقہ قبرستان کا کل رقبہ 51 کنال 11 مرلے ہے۔

(ج) دربار شریف کی تقریباً 7 کنال جگہ پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا ہے۔

(د) مزار شریف کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔تاہم عقیدت مند دربار کی تزئین و آرائش کرتے رہتے ہیں۔

(ہ) مزار شریف کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اس لئے سر دست مزید کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مزار اور قبرستان کی جگہ پر کچھ لوگ ناجائز طور پر قابض ہیں تو جواب یہ ہے کہ دربار شریف کی تقریباً 7 کنال جگہ پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ قبضہ جائز ہے یا ناجائز اور اگر قبضہ ناجائز ہوا ہے تو اسے vacate کروانے کے لئے محکمہ نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! قبضہ تو انہوں نے ناجائز ہی کیا ہوا ہے اور ہم اسے جائز کیسے قرار دیں اور ہم مانتے ہیں کہ وہ ناجائز قبضہ ہے۔ ان سے متعدد بار قبضہ واگزار کروایا گیا ہے۔ جب یہ مزار takeover ہوا تھا تو اس سے پہلے کچھ ملنگ اور ان کے بہت زیادہ عقیدت مند یا ان کے متولی صاحبان میں سے وہاں کچھ لوگ قابض ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے۔ اب چونکہ سیکرٹری صاحب نئے آئے ہیں اور ان کے ساتھ کل بھی میٹنگ ہوئی ہے تو انشاء اللہ یہ قبضہ جلد واگزار بھی کروائیں گے اور اس کی حفاظت کے لئے اس کی چار دیواری وغیرہ بھی کروائی جائے گی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مزار کا کل رقبہ 87 کنال 6 مرلے ہے اور دیئے گئے اعداد و شمار کا ٹوٹل 89 کنال 9 مرلے بنتا ہے تو اس میں سے کون سی figure درست ہے جبکہ یہاں پر قبرستان کا لکھا ہے کہ 51 کنال 11 مرلے اور اوپر لکھا ہوا ہے قبرستان 51 کنال 6 مرلے تو یہ پانچ مرلے کس کے پاس ہیں؟

جناب سپیکر: یہاں پر کوئی اور قبر بن گئی ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ پانچ مرلے رقبہ قبرستان کے باہر مزار شریف کے ساتھ منسلک ہے اور یہ balance انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور-میاں میر سرکل میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1855: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کے میاں میر سرکل میں کتنے مزارات اور مساجد ہیں، ان کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مساجد اور مزارات کی سال 07-2006 اور 08-2007 کی آمدن اور اخراجات علیحدہ علیحدہ سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران مذکورہ سرکل میں مزارات کی تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل مزار وار بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران اس سرکل میں مساجد کی مرمت اور تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل، مسجد وار علیحدہ علیحدہ بیان کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میاں میر سرکل میں 14 مزارات اور 16 مساجد ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) منسلکہ فہرست فلیگ (الف) اور (ب) میں آمدن و اخراجات کے اعداد و شمار درج ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اخراجات تعمیر و مرمت کی فہرست فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اخراجات تعمیر اور تزئین و آرائش کی فہرست فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور میں معلمین قرآن مسجد مکاتب کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2060: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنے معلمین قرآن مسجد، مکاتب تعینات ہیں نیز ان معلمین کا ماہانہ مشاہرہ کتنا مقرر کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ضلع لاہور میں معلمین قرآن مسجد مکاتب کو سرکاری تحویل میں لے کر انہیں گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت معلمین قرآن کے ماہانہ مشاہرہ میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) کسی بھی مسجد، مکتب کا اجرا محکمہ اوقاف سے نہ ہوا ہے اور نہ ہی کسی ایسی سکیم کا تعلق محکمہ اوقاف سے ہے۔

(ب) -ایضاً-

(ج) -ایضاً-

فیصل آباد شہر میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5888: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) حکومت نے ان مزارات اور مساجد کی تعمیر/مرمت پر سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے کل 10 عدد مزارات اور 13 عدد مساجد ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان درباروں اور مساجد سے محکمہ کو سال 09-2008 میں مبلغ -/12654145 روپے آمدن ہوئی جبکہ ان پر محکمہ نے مبلغ -/7328081 روپے کے اخراجات کئے۔اسی طرح جولائی 2009 تا اپریل 2010 ان مزارات و مساجد کی آمدن مبلغ -/8413350 روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ -/6883514 روپے ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد و مزارات پر کل 52 ملازمین فرائض ادا کر رہے ہیں جن کی پراپرٹی وار تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب نے ان مزارات و مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال 09-2008 میں مبلغ -/1353626 روپے اور سال 10-2009 میں مبلغ -/2099700 روپے کے اخراجات کئے ہیں، جن کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد شہر میں مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5944: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں کتنی مساجد ہیں نیز ان مساجد سے ملحقہ کتنی دکانیں ہیں؟

(ب) ان دکانوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(ج) مالی سال 10-2009 کے دوران ان مساجد کی تعمیر/مرمت پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے ان مساجد کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 13 عدد مساجد ہیں اور ان مساجد کے ساتھ کل 381 دکانات ہیں تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دکانات سے سالانہ مبلغ -/6732204 روپے آمدن ہوتی ہے۔ تفصیل بر فلیگ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال 10-2009 کے دوران مبلغ -/2099700 روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، محکمہ اوقاف کے رقبہ سے متعلقہ تفصیلات

*6056: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کا زیادہ رقبہ بنجر اور خالی پڑا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کا رقبہ زیادہ تر بارڈر کے ساتھ ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں صوبائی محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 622 ایکڑ 5 کنال 4 مرلہ زرعی رقبہ ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف کا تمام رقبہ آباد ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ اوقاف ضلع اوکاڑہ کا رقبہ بارڈر کے ساتھ نہ ہے۔

داتا دربار لاہور۔ نذرانے اور خطیب سے متعلقہ تفصیل

*6080: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس سال 2010 کے موقع پر کل کتنا نذرانہ اکٹھا ہوا؟

(ب) لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کے خطیب کون ہیں نیز ان کو ماہانہ کتنا اعزازیہ دیا جاتا ہے اور ان کو دیگر کیا کیا سرکاری سہولیات میسر ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور کے 966 ویں سالانہ عرس مبارک منعقدہ مورخہ 3 تا 5 فروری 2010 کے موقعہ پر کل نذرانہ مبلغ -/7137309 روپے تھا۔

(ب) جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں مولانا مفتی محمد رمضان سیالوی خطیب ہیں۔ موصوف 3 سالہ کنٹریکٹ پر سکیل نمبر 18 کی اسامی کے محاذ پر تعینات ہیں موصوف کو ماہانہ مبلغ -/18719 روپے تنخواہ کے علاوہ سرکاری گاڑی اور سرکاری گھر بھی فراہم کیا گیا ہے۔

ضلع قصور۔مساجد ومزارات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6146: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے مزارات اور مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں؟

(ب) ضلع قصور کے مزارات سے سال 10-2009 میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) محکمہ اوقاف کا ضلع قصور میں کتنا سٹاف ہے؟

(د) حضرت بابا بلھے شاہؒ کا مزار فروری 2002 سے تعمیراتی مراحل میں ہے جو کہ دو سال میں مکمل ہونا تھا ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 12 دربار اور 5 مساجد ہیں۔ جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور کے مزارات سے سال 10-2009 میں مبلغ -/18334771 روپے آمدن ہوئی، جس کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے کل 31 ملازمین ہیں جن کی فہرست فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔البتہ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ دربار حضرت بابا بلھےؒ شاہ قصور کا تعمیراتی کام سال 05-2004 میں شروع ہو کر اپنی دو سالہ مقررہ میعاد میں مکمل ہو گیا تھا۔

پنجاب میں سرکاری مساجد میں خطبہ کی تفصیلات

*6529: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جمعتہ المبارک کے موقع پر کسی مسجد میں سرکاری خطبہ دیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو جن مساجد میں سرکاری خطبہ دیا جاتا ہے، ان کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) اگر درج بالا سوال کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت تمام مساجد میں جمعتہ المبارک کے موقع پر سرکاری خطبے کے پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے مکمل طور پر ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی نہیں۔پورے ملک کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی جمعتہ المبارک کا ایک ہی طرز کا عربی خطبہ پڑھا جاتا ہے۔جہاں تک اردو تقریر (وعظ) کا تعلق ہے نہ تو محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کی زیر تحویل کسی مسجد میں اور نہ ہی دیگر کسی مسجد میں اردو تقریر (وعظ) کے لئے کسی قسم کا مواد خطبہ مساجد کو حکومت پنجاب کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے کسی قسم کی اردو تقریر (وعظ)خطبہ آئمہ مساجد کو فراہم نہیں کی جاتی۔

(ج) جی نہیں۔حکومت پنجاب اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، جہاں تک وجوہات کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ ملک میں چار مسالک (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور اہل تشیع) ہیں۔اگر مساجد میں جمعتہ المبارک کا سرکاری خطبہ دیا جائے تو متفقہ خطبہ کی ضرورت ہوگی، ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی اور فرقہ واریت کی لہر کے پیش نظر سر دست ایسا ممکن نہ ہے۔

پنجاب میں سرکاری و نیم سرکاری مساجد میں امام، خطیب تعینات کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6531: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں تمام سرکاری، نیم سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں امام، خطیب اور مؤذن کو تعینات کرنے کا کوئی طریق کار رائج ہے تو تفصیلاً ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ خدمات ادا کرنے والے افراد کو کسی خاص سند یا سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کون سی سند یا سرٹیفکیٹ ضروری ہے نیز اگر کسی سند یا سرٹیفکیٹ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب میں مساجد / مدارس میں عملہ کی تعیناتی کے لئے باقاعدہ قواعد ملازمت 2004 موجود ہیں اور عملہ مساجد کی تعیناتی ان قواعد کے تحت کی جاتی ہے۔دیگر سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی اپنے قواعد کے مطابق تعیناتی عمل میں لاتے ہیں۔جہاں تک پرائیویٹ مساجد کا تعلق ہے تو ان کی انتظامیہ اپنے طور پر امام، خطیب اور مؤذن کی تعیناتی کرتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کے زیر انصرام مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن / خادم کی تقرری کے لئے قواعد ملازمت 2004 کے تحت درج ذیل تعلیم / اسناد ضروری ہیں:۔

<u>خطیب کم امام سکیل نمبر 12</u>

I- شہادۃ العالمیہ (جید جداً) تنظیم / وفاق المدارس یا
ایم اے اسلامیات / عربی (فرسٹ ڈویژن) کسی یونیورسٹی سے

II- سند تجوید قرآۃ وفاق / تنظیم المدارس

III- سند حفظ القرآن

ترجیح: I- علوم جدیدہ کے متعلق معلومات

ii- علما اکیڈمی کورس

iii- تجربہ خطابت 5 سال

iv- شادی شدہ

<u>نائب خطیب / امام سکیل نمبر 7</u>

I- شہادۃ العالمیہ (جید) وفاق / تنظیم المدارس یا ایم اے عربی / اسلامیات یا درس نظامی مع فاضل عربی

II- سند تجوید و قرآت (ملحق مدارس وفاق / تنظیم المدارس)

ترجیح: I) حافظ قرآن ii) علما اکیڈمی کورس

مؤذن / خادم

I- درجہ ابتدائیہ (تنظیم / وفاق المدارس)

ترجیح

i- سند حفظ القرآن (تنظیم / وفاق المدارس)

ii- خوش الحان

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب میں عملہ مساجد کی بھرتی قواعد ملازمت 2004 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے اور ان قواعد سے ہٹ کر کوئی تقرری نہیں کی جاتی ہے۔

ضلع قصور میں درباروں و مساجد کی تفصیلات

*7099: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے تحت دربار اور مساجد کے نام اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان درباروں اور مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان درباروں اور مساجد سے ملحقہ کتنی دکانیں ہیں؟

(ہ) ان درباروں سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل 12 دربار اور پانچ مساجد ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کے زیر تحویل ان درباروں کی آمدن مالی سال 2008-09 میں مبلغ -/21833301 روپے تھی اور اخراجات مالی سال 2008-09 مبلغ -/2902671 روپے تھے اسی طرح آمدن مالی سال 2009-10 میں مبلغ -/18334771 روپے تھی اور اخراجات مالی سال 2009-10 میں مبلغ -/3504906 روپے تھے۔

جہاں تک مساجد کی آمدن کا تعلق ہے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ کل پانچ مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں جن میں سے تین مساجد دربار ہائے سے ملحقہ ہیں جن سے کوئی آمدن نہ

ہوتی ہے جبکہ ان پر اخراجات دربار شریف کے اخراجات کے میزانیہ میں ہی شامل ہیں نیز دو مساجد جامع مسجد غلہ منڈی رائے ونڈ کی آمدن مالی سال09-2008میں مبلغ -/267068روپے تھی اور اخراجات مبلغ -/382215روپے تھے جبکہ آمدن مالی سال 10-2009میں مبلغ-/267071روپے تھی اور اخراجات مبلغ -/490581روپے تھے۔ اسی طرح مسجد اہلحدیث واقع کھڈیاں قصور کی آمدن مالی سال09-2008 میں -/189674روپے تھی اور اخراجات مبلغ -/263258روپے تھے جبکہ آمدن مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/187674روپے تھی اور اخراجات مبلغ-/276179روپے تھے جن کی تفصیل فلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں تین دربارہائے کی مرمت و دیکھ بھال پر اخراجات کی تفصیل فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مساجد اور مزارات سے ملحقہ 103 عدد دکانات ہیں جن کی تفصیل فلیگ(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 12 درباروں میں سے صرف 3 درباروں سے ملحقہ 1022 کنال 5 مرلے زرعی اراضی ہے جبکہ باقی 9 درباروں سے ملحقہ کوئی وقف اراضی نہ ہے۔جس کی تفصیل فلیگ(ح)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں محکمہ کی زرعی و شہری اراضی کی تفصیلات

*7100: محترمہ انیلہ اختر چودھری : کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کی کتنی زرعی اور شہری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی ہے؟

(ب) اس اراضی سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر ہے؟

(د) کتنی اراضی بنجر کس کس موضع میں پڑی ہوئی ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف کی ضلع قصور میں کل اراضی 3454 کنال 18 مرلے پر مشتمل ہے۔زرعی اراضی 3356 کنال اور شہری اراضی واقع تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسجد محمد خان چونیاں سے ملحقہ 17 کنال 18 مرلے پر مبنی جبکہ 81 کنال رقبہ قصور پبلک سکول کو سالانہ کرایہ داری پر الاٹ شدہ ہے جن کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس اراضی پر ناجائز قابضین کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں وہ اراضی اس میں شامل نہ ہے۔

(ب) ضلع قصور کی وقف اراضی سے کل آمدن برائے سال 10-2009 مبلغ -/2443222 روپے ہوئی۔

(ج) زرعی اراضی تعدادی 3356 کنال کی زرپٹہ کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وقف اراضی میں سے کوئی اراضی بنجر نہ ہے۔

(ہ) وقف اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ دربار پر بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7154: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت داتا گنج بخشؒ ہجویری کے لنگر خانے کے ملازم لنگر کا زیادہ حصہ اپنے رشتے داروں کو بانٹ دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دربار پر عورتوں کے لئے علیٰحدہ جگہ بنادی گئی ہے جبکہ سکیورٹی کے اہلکار اپنے ساتھ دوسرے مردوں کو بھی عورتوں کے حصے میں لے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار گیٹ پر جوتے رکھنے والے ٹھیکیدار زائرین سے فی جوڑا -/20 روپے لے رہے ہیں جبکہ گورنمنٹ نے فی جوڑا -/2 روپے مقرر کئے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں محکمہ کی جانب سے روزانہ بنیاد پر لنگر پکوا کر بعد نماز مغرب اعتکاف ہال میں زائرین کو باقاعدہ بٹھا کر باعزت طریقے سے تقسیم کیا جاتا ہے۔علاوہ

ازیں مخیر زائرین کی جانب سے آمدہ لنگر خانہ میں ان کی موجودگی میں ہی لنگر خانہ میں موجود مرد وزن میں تقسیم کر دیا جاتا ہے-یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ لنگر خانہ میں عمومی طور پر دربار شریف کے ارد گرد موجود دیگوں والی دکانوں سے پکی پکائی دیگیں لا کر تقسیم کی جاتی ہیں- جن میں تھوڑے سے ہی چاول ہوتے ہیں جبکہ لنگر تقسیم کرنے والے زائرین اپنے اہل خانہ اور قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی لنگر انہی دیگوں سے لے جاتے ہیں جب کہ باقی ماندہ لنگر وہاں ان مخیر زائرین کی موجودگی میں پہلے سے قطار میں لگے زائرین و زائرات کو تقسیم کر دیا جاتا ہے لہذا یہ مؤقف قطعاً درست نہ ہے کہ لنگر خانہ کے ملازم لنگر اپنے رشتہ داروں کو بانٹ دیتے ہیں-

(ب) دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ احاطہ جات اور راستے متعین شدہ ہیں-احاطہ مردانہ میں کسی بھی عورت کو جبکہ احاطہ خواتین میں کسی بھی مرد کو جانے کی عمومی اجازت نہ ہے-

تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ دربار شریف آنے والے زائرین کی کثیر تعداد گرد و نواح کے دیہاتوں اور دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتی ہے-یہ لوگ اپنی خواتین کے ہمراہ سلام کے لئے آتے ہیں اور دروازوں پر علیحدہ علیحدہ احاطہ جات میں سلام کرتے ہیں-واپسی پر اگر کسی کے ہمراہ آنے والی خاتون کسی نامعلوم وجہ سے بروقت واپس نہ آ سکے تو ایسی شکایت کی صورت میں زائر ڈیوٹی مینجر کے دفتر میں رجوع کرتا ہے جہاں سے اس کی شکایت پر اسے ہمراہ سکیورٹی گارڈ احاطہ خواتین میں اپنی خواتین کو لانے کے لئے بھجوا دیا جاتا ہے-اس کے علاوہ کسی بھی سکیورٹی گارڈ کو قطعاً کسی بھی غیر متعلقہ مرد کو احاطہ خواتین میں لے جانے کی اجازت نہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی شکایت دفتر ہذا میں قبل ازیں موصول ہوئی ہے-

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ٹھیکیدار کا عملہ کسی حد تک من مانی کرتے ہوئے زائد اجرت حفاظت پاپوش وصول کرتا ہے-محکمانہ طور پر مؤثر کنٹرول کے لئے جامع اقدامات کئے گئے ہیں-ہر گیٹ پر تعینات شدہ سکیورٹی گارڈ اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے عملہ پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ کوئی بورڈ الٹا یا کپڑا ڈال کر چھپایا نہیں گیا-زائد وصولی اجرت حفاظت پاپوش کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کئے جاتے ہیں بلکہ جا بجا بورڈ آویزاں ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ

اجرت حفاظت پاپوش /2روپے فی جوڑا ہے زائد اجرت ہر گز ادانہ کریں شکایت کی صورت میں دفاتر ایڈمنسٹریٹر و مینجر کے نمبرز بھی درج کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں مینجرز کی ڈیوٹی راؤنڈ دی کلاک 24 گھنٹے (تین شفٹوں) میں ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔

زائد وصولی اجرت کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو حسب شرائط محکمہ اوقاف، پنجاب مبلغ -/2,000روپے سے -/5,000روپے تک بلحاظ نوعیت فی شکایت جرمانہ کیا جاتا ہے۔

لاہور میں داتا دربار کی صفائی کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*7156: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار کی صفائی کے لئے سالانہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو جس ادارے / ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیا گیا ہے، ان کی پچھلے پانچ سال کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) موجودہ مالی سال میں کس ادارے / ٹھیکیدار کو داتا دربار کی صفائی کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اس کے صفائی کرنے والے عملہ کی تعداد کیا ہے نیز ٹھیکیدار صفائی والے ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دیتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے نجی شعبوں میں کام کرنے والے مزدوروں / محنت کشوں کی تنخواہیں کم از کم -/7,000روپے کرنے کا اعلان کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ داتا دربار میں صفائی کرنے والے تمام عملہ کی تنخواہ ابھی تک -/4,000روپے ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کی تنخواہیں اپنے کئے گئے اعلان کے مطابق -/7,000روپے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور کی صفائی کا انتظام محکمانہ طور پر صدر دفتر کی سطح پر سالانہ ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے۔ میسرز غلام حسین اینڈ سنز ٹھیکیدار صفائی داتا دربار سے ان کی گزشتہ پانچ سال کی تفصیل طلب کی گئی ہے جو بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موجودہ مالی سال میں میسرز غلام حسین اینڈ سنز کو داتا دربار کی صفائی کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ حسب شرائط ٹھیکیدار دربار شریف پر مجموعی طور پر تینوں شفٹوں میں 129 ورکرز مع صفائی سپروائزرز صفائی کرتے ہیں۔ ٹھیکیدار کو حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مبلغ -/5500 روپے فی جینیٹر / خاکروب تنخواہ کی ادائیگی کی جارہی ہے۔

(ج) لیبر پالیسی کا اطلاق محکمہ اوقاف، پنجاب پر نہ ہوتا ہے البتہ حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مزدور / جینیٹر کو تنخواہ کی ادائیگی مبلغ -/5500 روپے ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ ٹھیکیدار صفائی حسب شرائط ٹھیکہ فی جینیٹر / خاکروب مبلغ -/5500 روپے ماہانہ ہے۔

(ہ) لیبر پالیسی کا اطلاق محکمہ اوقاف، پنجاب پر نہ ہوتا ہے البتہ حکومت پنجاب محکمہ فنانس کے نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1/2008 مورخہ 11-07-2008 رائج الوقت کے مطابق مزدور / جینیٹر کو تنخواہ کی ادائیگی مبلغ -/5500 روپے کی جارہی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان شکریہ۔ جناب سپیکر! سرگودھا کو ڈویژن بنے کم و بیش 40 سال ہو گئے ہیں اور اس کے بعد بہاولپور کو ڈویژن بنایا گیا اور پھر وہاں ہائیکورٹ کا بنچ بھی بنا دیا گیا چونکہ

لاء منسٹر صاحب بھی اس وقت ایوان میں موجود ہیں تو فیصل آباد ڈویژن کے لئے لاہور ہائیکورٹ کے بنچ کے لئے ایک سمری move ہو رہی ہے تو ایک ڈویژن سرگودھا باقی رہ جاتا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔ وزیراعلیٰ صاحب پچھلے دنوں سرگودھا تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ یہاں پر ہائیکورٹ کا سرکٹ بنچ بنایا جائے گا لیکن ابھی تک اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا تو میری آپ سے دوبارہ گزارش ہے کہ آپ حکومت پنجاب کو ایک ruling pass کریں اور ہدایت جاری فرمائیں کہ سرگودھا ڈویژن میں بھی ہائیکورٹ کا بنچ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ میرے اختیار میں ہے کہ میں ابھی آپ کو order دے دوں؟ جنہوں نے بات سننی تھی انہوں نے سن لی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور کوئی طریق کار اپنائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! آپ اس وقت Custodian of the House ہیں اور میں نے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کی اشد ضرورت ہے۔ وکلاء ہر روز ہڑتالیں کرتے ہیں اور عدالتوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے عوام پریشانی میں مبتلا ہیں۔ سرگودھا ڈویژن کی حد خیبر پختونخواہ صوبہ سے ملتی ہے لہذا اس پر خصوصی مہربانی فرمائیں اور وزارت قانون کو ایک ruling کے ذریعے خصوصی ہدایت جاری فرمائیں کیونکہ سرگودھا ڈویژن کے لوگ بڑی مصیبت اور مشکل میں ہیں۔

جناب سپیکر: اس وقت لاء منسٹر موجود نہیں ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اس کے لئے پھر مجھے کل کا وقت دے دیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لوں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جہاں تک میرے علم میں ہے کہ جتنی ہماری ذمہ داری یا ڈیوٹی تھی تو پنجاب حکومت اپنی سفارشات پہلے ہی اس بنچ کے سلسلے میں بھجوا چکی ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے اس سلسلے میں اپنی سفارشات بھجوادی ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر! میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ صرف گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے آپ کو یہ جواب پیش کیا ہے تو اگر انہوں نے اس حوالے سے کوئی سمری move کی ہے تو اس کی یہ ایک کاپی عنایت فرمادیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب سرگودھا تشریف لے گئے تھے جہاں پر وکلاء ہڑتال پر تھے تو اسی وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر باقاعدہ طور پر اعلان بھی کیا اور واپس آکر Law Department کے through اسی وقت Ministry نے اپنی سفارشات بھجوادی ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تین ماہ پہلے سرگودھا تشریف لے گئے تھے جہاں ہمارے سرگودھا کے وکلاء اور معزز ایم پی اے صاحبان نے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ملاقات کی اور انہیں تفصیلی آگاہ کیا لیکن انہوں نے وہاں پر وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں پر ہائیکورٹ کا سرکٹ بنچ بنے گا لیکن ابھی تک سرکٹ بنچ کے بارے میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یا ہائیکورٹ کی طرف سے سرگودھا کے وکلا، سرگودھا بار یا پنجاب بار کونسل کو کوئی ہدایت جاری نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس کی latest position کا پتا کرکے پھر بات کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ چند روز پہلے ہونے والے ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گریڈ 20 کے آفیسر شفقت الرحمن رانجھا صاحب جو کہ ایم ڈی ہیں، انہوں نے گریڈ 19 کے پی سی ایس آفیسر اپنے سیکرٹری کو اپنے دفتر میں اپنے اہلکاروں سے پکڑوا کر اس کی خوب چھترول کروائی ہے۔ یہاں پر میں کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ DMG گروپ اپنے آپ کو ہم ساروں سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک شاید انہی لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ اگر کوئی آدمی ان کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس کی اب یہ دفتروں میں پٹائی تک کر رہے ہیں۔ اگر اس روش کو نہ روکا گیا اور انہیں discourage نہ کیا گیا تو یہ ایک دن ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح اس ملک کو فتح کر لیں گے۔ اس PCS آفیسر صدیقی کا صرف یہ قصور ہے کہ اس نے یہ نشاندہی کی تھی کہ یہ سات گاڑیاں استعمال کر

رہا ہے، ان کا پٹرول لے رہا ہے اور یہ ریکارڈ میں موجود ہے کہ وہ آدمی دیمک کی طرح اس معیشت کو چاٹ رہا ہے۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کئی دفعہ یہ بات کر چکے ہیں کہ اخراجات کو کم کیا جائے کیونکہ ہمارا صوبہ afford نہیں کرتا، یہاں سیلاب آیا ہے اور اس سے تباہ کاریاں ہوئی ہیں۔ تمام صوبے کے ترقیاتی کام تک روک دیئے گئے ہیں لیکن یہ آفیسر اپنے ذاتی عیش و آرام کے لئے سات سات گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ لاہور جیسے بڑے ڈویژن کے کمشنر کا ایڈیشنل چارج، کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ وہ چھ مہینے سے ایڈیشنل چارج پر ہیں، صرف اس لئے کہ انہیں oblige کیا گیا ہے۔ انہیں رنگ روڈ پر پراجیکٹ ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے۔ وہاں سے وہ تنخواہ کی مد میں بے تحاشا پیسا لے رہے ہیں اور ادھر ایڈیشنل چارج پر کمشنر کا عہدہ دیا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جناب شاہ صاحب! آپ کی بات بہت لمبی ہے۔ میری بات سن لیں۔ آپ کوئی چیز لکھ کر لائیں اس طرح بات ٹھیک نہیں چلتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پنجاب کی معیشت پر ڈاکا پڑ رہا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ لکھ کر لاؤ۔ جب ایک چیز آپ کے سامنے موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر میں آپ کا کیا کروں؟ میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں کہ کوئی چیز لکھ کر دیں، کیا آپ تقریر کے لئے پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ میں بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کے بارے میں جو رپورٹ ہو گی ابھی وہ پیش کریں گے جب آپ کوئی چیز لکھ کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ایک چیز کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ ہمیں ترقیاتی فنڈ نہیں دیئے جاتے اور وہ بندہ سات سات گاڑیاں استعمال کر رہا ہے، پٹرول پی رہا ہے اور لاکھوں روپے کھا گیا ہے۔ میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: نوٹس لیتے ہیں لیکن ابھی لاء منسٹر صاحب بھی یہاں نہیں ہیں اور آپ ان کی عدم موجودگی میں شروع ہو گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو آپ اس وقت مجھے موقع دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ پھر اسی تقریر کو شروع کر دیں گے۔ وہ آپ کی بات سن کر آئیں گے پھر ان سے پوچھ لیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں bachelor ڈاکٹروں کے ہوسٹلوں کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں چند مقامی ڈاکٹروں اور سٹاف نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ حالانکہ ان کے فلیٹ بن چکے ہیں اور انہیں کمرے بھی الاٹ ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہوسٹل کے چار چار کمروں کے ایک یونٹ بنا لئے ہیں اور ان کو تالے لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ڈاکٹر جو دوسرے شہروں سے یہاں specialization کرنے آتے ہیں اور یہاں job کرنے آتے ہیں انہیں کمرے نہیں مل پاتے جس کی وجہ سے وہ proper طریقے سے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دے پاتے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو note کریں پھر آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جب اس سلسلے میں پرنسپل صاحب سے بات کی تو انہوں نے معذوری کا اظہار کیا۔ یہ بات چیف سیکرٹری کے نوٹس میں بھی لائی جا چکی ہے مگر ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے ابھی کمشنر لاہور کے بارے میں ذکر کیا۔ اگر وہ سات گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں تو یقیناً اس کا احتساب ہونا چاہئے لیکن جہاں انہوں نے کہا کہ وہ رنگ روڈ سے بھی تنخواہ لے رہے ہیں اور ادھر سے کمشنر کا ایڈیشنل چارج ہے۔ اگر دو افسر تعینات کئے جائیں تو جو شخص رنگ روڈ پر لگے گا وہ رنگ روڈ کی ہی تنخواہ لے گا اور جو کمشنر ہوگا وہ کمشنر کی تنخواہ لے گا۔ اگر ایک شخص ایک تنخواہ میں دو کام کر رہا ہے تو پنجاب کیسے لوٹا جا رہا ہے؟ تحقیق کے ساتھ ہمیں بات کرنی چاہئے یہ ایوان ایک law making ادارہ ہے۔ ہمیں کسی کے اوپر الزام لگانے سے پہلے سوچنا چاہئے کہ

کیا ہو رہا ہے، وہ دو تنخواہیں لے رہا ہے یا ایک تنخواہ لے رہا ہے؟ He is getting one salary and that salary is of Ring Road اور ان کے پاس ایڈیشنل چارج کمشنر کا ہے۔ اگر چیف منسٹر ان کے کام سے مطمئن ہیں تو کسی کو کیا اعتراض ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے اعتراض ہے۔ مجھے چیف منسٹر صاحب کے مطمئن ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ میں پنجاب کا باسی ہوں، میں ٹیکس دیتا ہوں اور میں اپنے ٹیکس کا حساب مانگ سکتا ہوں۔ کون کہتا ہے کہ میری کیا حیثیت ہے پوچھنے کی؟ انہوں نے جو بات میرے بارے میں کی ہے وہ غلط کہی ہے اور میں under protest ہوں۔ میں ایک دفعہ پھر ان کو یہ کہتا ہوں کہ میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں اور میں نے پوچھتے رہنا ہے۔ یہ DMG گروپ جو ہیں یہ لٹیرے ہیں، یہ ہمارے PCS افسران جو ہمارا اثاثہ ہیں، جو ہمارے اپنے ہیں اور یہ ہمارے گھر میں آکر ڈکیتیاں کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے افسران کو بے حیثیت کر دیا ہے اور یہ اس صوبے کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں مرتضیٰ صاحب کا پورا احترام کرتا ہوں۔ میں نے ان کے سوال پوچھنے پر اعتراض نہیں کیا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اگر کوئی بات میری نظر میں غلط ہے تو اس کو point out کرنا میرا حق ہے۔ میں مرتضیٰ صاحب کے ذاتی احترام میں کوئی کمی لے کر نہیں آیا۔ میرا سوال صرف یہ ہے بلکہ مرتضیٰ صاحب خوش ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ملک اختر صاحب! آپ ذرا تکلیف کریں اور شاہ صاحب کو منا کر لائیں۔

رانا محمد افضل خان: اگر رنگ روڈ کا پراجیکٹ ڈائریکٹر مثلاً دو لاکھ روپے میں لگتا ہے اور کمشنر صاحب کی تنخواہ ایک لاکھ ہے تو جب دو افسران لگیں گے تو تین لاکھ روپے کا خرچہ ہوگا۔ اگر وہی افسر رِنگ روڈ پر دو لاکھ روپے لے رہا ہے اور ایڈیشنل چارج میں گورنمنٹ سے اضافی تنخواہ بھی نہیں لے رہا ہے تو میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ پنجاب حکومت کا فیصلہ پنجاب کے مالی مفاد میں ہے۔ یہاں بہت سارے افسران ہیں جو ڈبل ڈبل چارج پر کام کر رہے ہیں لیکن وہ دو تنخواہیں تو نہیں لے رہے ہیں۔ جہاں تک CSP آفیسرز کا تعلق ہے، PCS آفیسرز کا تعلق ہے تو وہ ایک ضابطہ اخلاق کے تحت کام کرتے ہیں اور ان کی ذمہ داریاں ہیں۔ اگر ان میں کوئی نقص ہے اور کوئی اپنی ذمہ داریوں سے تجاوز کرتا ہے تو آپ اس ایک شخص پر الزام لگائیں لیکن ایک service cadre پر الزام لگانا اس ایوان کے کسی ممبر کو زیب نہیں دیتا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ لاہور کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ partition سے پہلے ایک جان کی دیوی ہسپتال تھا جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ لاہور کی گنجان آبادی میں کم از کم تین لاکھ لوگ وہاں پر جاتے تھے۔ بالخصوص خواتین کے لئے یہ ہسپتال ہے جہاں پر ڈلیوری فیس -/1500 روپے ہے لیکن یکدم حکومت پاکستان اور متروکہ اوقاف نے اس کو بند کر دیا ہے اس کی وضاحت طلب کی جائے کہ آخر اس کو بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔ کوئی طریق کار ہے آپ کیا کرتی ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں اور اس کے بعد تقریر شروع ہو جاتی ہے۔ کوئی طریق کار ہونا چاہئے آپ لکھ کر لائیں، کوئی چیز لائیں اور یہاں table کریں تاکہ اس پر کوئی ایکشن ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم تحریک لے آتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ بھی دیئے ہیں، آنکھیں بھی دی ہیں اور تعلیم بھی دی ہے۔ آپ کو پتا نہیں ہے کہ یہاں پر کس طریقے سے لے کر آئیں گے؟

جناب شاہ رخ ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شاہ رخ ملک!

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! میری ایک humble request ہے کہ لاہور کے کمشنر صاحب کے پاس رِنگ روڈ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر کا ایڈیشنل چارج بھی ہے اور میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی دو دو کام کرے تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ لاہور ایک بہت بڑا division ہے اور پنجاب کا دارالحکومت بھی ہے۔ اس کی ایڈمنسٹریشن کا کام سنبھالنا اور بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر کام کرنا تو ایک ٹائم میں بیک وقت دو کام نہیں ہو سکتے۔ وہاں پر پراجیکٹ ڈائریکٹر کے لئے کوئی ٹیکنیکل آدمی جو انجینئرنگ جانتا ہو تو اس کو appoint کیا جائے، کمشنر صاحب اپنا کام کریں اور انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اپنا کام کرے۔ میرا خیال ہے کہ ایک آدمی دو کام کبھی نہیں کر سکتا۔ میں خود وکیل ہوں اور میں اس وقت اپنے حلقے کی عوام کی نمائندگی کر رہا ہوں تو اس لئے میں بھی وکالت نہیں کر سکتا اور مجھ سے ایک وقت میں دو کام نہیں ہو سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تو دو کام کر رہے ہیں۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! نہیں، میں صرف عوام کی خدمت کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دو کام کر رہے ہیں کیونکہ آپ وکالت بھی کر رہے ہیں۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! نہیں، میں صرف عوام کی خدمت کر رہا ہوں اور ہمارا کام ہے کہ عوام کی آواز کو اس معزز ہاؤس میں پیش کرنا تو اس سلسلے میں آپ تفصیل منگوالیں کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: اس ہاؤس کا تو یہ مسئلہ نہیں ہے۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تحریری طور پر کوئی چیز لے کر آئیں گے تو اس پر ایکشن ہو گا تو دوسری طرف سے بھی اس کا جواب آئے گا اور اگر آپ کی بات صحیح ہو گی تو اس کے مطابق عمل ہو جائے گا۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! آپ اس کی تحقیق کروالیں اور اگر بات صحیح نہ ہو تو اس پر عمل نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی اور آپ کوئی طریق کار اختیار کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سکولوں اور کالجوں میں بورڈ آف گورنرز بننے کے خلاف احتجاج کرنے والوں کے خلاف حکومتی انتقامی کارروائی

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ جس طرح بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے ہمارے ملک کے جو لیکچرار، پروفیسرز، طلباء، ان کے والدین اور وائس چانسلر گزشتہ کئی دنوں سے احتجاج کر رہے ہیں اور گورنمنٹ نے آج کے لئے ان کو مذاکرات کا ٹائم بھی دیا ہے۔ میری صرف اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ کس طرح کے مذاکرات ہیں کہ ایک لیکچرار ان کے جو عہدیدار ہیں وہ لیکچرار Punjab Lecturers Association کے جنرل سیکرٹری ہیں ان کا ملتان سے اٹک میں تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے ان کے عہدیدار ہیں ان کو شوکاز نوٹس دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس چیز کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور میں حکومت پنجاب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں ہمارے بچوں کا مستقبل ہے، جو ہمارے کل کے معمار ہیں اور جنہوں نے کل کو اس ملک کی بھاگ ڈور سنبھالنی ہے ان کے ساتھ حکومت پنجاب کی دہری پالیسی ہے کہ ایک طرف تو یہ مذاکرات کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان کے خلاف انتقامی کارروائی ہو رہی ہیں۔ یہ گورنمنٹ کا روّیہ انتہائی قابل افسوس ہے اور گورنمنٹ کو اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے۔)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بورڈ آف گورنرز سے متعلق جو معاملہ ہے اس پر اس دن یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو معزز ممبران اس سے متعلق کوئی reservations رکھتے ہیں تو ان کو سیکرٹری سکول اس بارے میں بریفنگ دیں گے اور جو بھی پروگرام یعنی positive or negative ہے تو اس پر discussion ہو جائے۔ آج اجلاس کے بعد سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کو طلب کیا ہوا ہے اور جو معزز ممبران ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ آجائیں اور وہاں پر discussion ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کس جگہ پر سیکرٹری صاحب کے ساتھ discussion ہو گی اور کس وقت ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! after session کمیٹی روم (اے) میں ہو گی۔

جناب سپیکر: after session کمیٹی روم اے میں ہائر ایجوکیشن سیکرٹری، راناثناء اللہ صاحب اور ایجوکیشن منسٹر بھی ہوں گے۔ آپ تمام حضرات جو وہاں جانا چاہتے ہیں اور اس میں participate کرنا چاہتے ہیں وہ وہاں تشریف لے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ٹائم کا بھی پتا ہونا چاہئے کہ سیشن کب ختم ہو گا اور کب میٹنگ ہو گی؟

جناب سپیکر: جب سیشن ختم ہوتا ہے تو سب کو پتا چل جاتا ہے کہ اب سیشن ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس ہاؤس کی توجہ مقبرہ جہانگیر کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ یہ ایک عظیم شخص کا مقبرہ ہے جو کھنڈر کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کی طرف ذرا توجہ دی جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب کوئی کام کر لیں یا نہ کریں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بات نہیں کرتا، مجھے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا اور میری بات سنیں کہ اگر آپ مجھے نہیں بولنے دینا چاہتے تو آپ یقین کریں کہ میں آئندہ floor پر نہیں آؤں گا۔ آپ نے کل سارا دن مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔ آج میں صبح بیس دفعہ اٹھا ہوں اور آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے۔ اب اس وقت floor پر کوئی نہیں ہے تو آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ ہاں بھائی مجھے کام کرنے دیں تو ٹھیک ہے میں آپ سے floor پر بات نہیں کرتا۔ میں کوئی غلط بات نہیں کرتا اور میں وہ بات کرتا ہوں جس سے عوام کو عذاب پڑا ہوتا ہے۔ اگر آپ کا مجھ سے ذاتی مسئلہ ہے تو آپ اس کو یہاں بتائیں اور سب کو بتائیں کہ میرے ساتھ آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

MR. SPEAKER: Syed Hassan Murtaza! Hon' able member of this Hon' able House

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! آپ نے مجھے سید حسن مرتضیٰ کو منانے کے لئے بھیجا تھا تو معزز ممبر کو میں منا کر لے آیا ہوں۔ ان کے ابھی guests آئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ابھی باہر چلے گئے ہیں۔۔۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ ابھی بات ہو رہی ہے۔۔۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! اگر اس ہاؤس میں کوئی بھی بندہ آپ کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے بلکہ آپ کے ساتھ بار بار بولتا ہے اور week میں تین چار دفعہ بولتا ہے تو آپ سے میری گزارش ہے کہ kindly ان کے بارے میں یہاں پر ruling دینی چاہئے اور یہ بات ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے کہ کوئی بھی یہاں پر جھوٹ بولے۔۔۔

جناب سپیکر: میں سمجھ لیتا ہوں جو یہاں پر جھوٹ بولتا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ابھی حسن مرتضیٰ صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا واک آؤٹ ختم کیا ہے۔ اب ان کے guests آئے ہیں تو اس لئے وہ دوبارہ guests کو ملنے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کی مہربانی اور آپ کا بھی بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں ادھر پہلے ٹائم دے دوں اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں ایوان میں بتانے سے قاصر ہوں۔ جی، آپ بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل یہاں floor پر بات کی تھی کہ فیصل آباد سے سات لڑکیاں پکڑی گئی تھیں جن کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا اور ان پر جنسی تشدد کیا جا رہا تھا۔ ان کو میں نے یہ بتایا تھا کہ ان کے بارے میں حکومت سے فوری طور پر پوچھا جائے کہ ان کو برآمد کیا ہے؟ کل ان کو عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اور اس میں بھی علاقے کی پولیس involve ہے۔ میں نے کل یہ بات کی اور اگر کل ہی اس بات پر آپ توجہ دے دیتے تو کم از کم ان لڑکیوں کے ساتھ ہم کچھ نہ کچھ انصاف کر سکتے جو حوا کی بیٹیاں ہیں اور اسی ملک کی بیٹیاں ہیں۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ جھنگ میں 42 ہزار جعلی انجکشن پکڑے گئے ہیں اس کے لئے میں نے آپ کی توجہ چاہی تھی اور جب آپ کل تشریف لے گئے تو اس کے بعد بھی وہ بات نہیں ہو سکی کہ جو 42 ہزار انجکشن پکڑے گئے ہیں وہ جعلی ہیں۔ محکمہ صحت بدترین کرپٹ محکمہ ہے اس کے لئے میں نے درخواست کرنی تھی کہ ایک دن اس موضوع کے لئے رکھ لیں اور اس پر بات کر لیں۔ اس کے علاوہ میں نے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔ میں بول لوں؟۔۔۔

جناب سپیکر: کیا میں بھی آپ کے ساتھ بولنا شروع کروں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب کی طرف دیکھ رہے تھے تو میں نے سمجھا کہ شاید آپ انہیں ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا میرے دیکھنے پر بھی پابندی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے floor پر یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ پرائیویٹ کالجز اور سکولز جس طریقے سے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اب ان بچوں کے والدین سڑک پر آ گئے ہیں اور اس وقت بھی آپ نے یہی کہا تھا کہ اس کے لئے ہم

ایک کمیٹی بناتے ہیں اور حکومت کو کہتے ہیں کہ ان پرائیویٹ سکول والوں کو روکیں۔ یہ بجٹ سیشن کی بات ہے اور یہ تین issues ایسے ہیں اگر آپ اس پر کل توجہ دے دیتے تو شاید ان لڑکیوں کو پولیس عدالت میں پیش کر دیتی اور اگر آپ توجہ دے دیتے تو میں محکمہ ہیلتھ کی اور کارگزاری بتاتا کہ جو انہوں نے بدترین کرپشن کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں ہم لوگوں کی بھلائی کے لئے آتے ہیں تاکہ ان کو ریلیف دے سکیں۔ آپ اگر ہم پر توجہ دے دیتے ہیں آپ کی مہربانی۔ میں ایک لفظ out of context نہیں بولتا، صرف عوام کی بات کرتا ہوں، کوئی ذاتی مفاد نہیں، کوئی کچھ نہیں۔ میرا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ایسا نہیں ہوتا جو irrelevant ہو، میرا پورا ریکارڈ نکال لیں۔ اس کے باوجود بھی مجھے ٹائم نہیں ملتا، کل بھی سارا دِن نہیں ملا اور آج بھی میں نے اتنی دفعہ آپ کی توجہ لینا چاہی، میں یہ چاہتا تھا کہ آپ کورٹ ٹائم کے اندر اگر یہ آرڈر دے دیتے تو آج وہ اُن لڑکیوں کو پیش کر دیتے۔ ابھی تھوڑی دیر میں کورٹ ٹائم ختم ہو جائے گا اور وہ لڑکیاں کچھ بھی نہیں لے سکیں گی۔ جو ظلم ہو رہا ہے اس پر ایوان کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ کو اُٹھائے۔

جناب سپیکر: تو آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں، کوئی چیز لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں جب میں توجہ دلاؤ نوٹس لاؤں گا، اب اس کی بھی ہسٹری سُن لیں۔ جب میں floor پر توجہ دلاؤ نوٹس لاتا ہوں تو آپ وزیر قانون سے پوچھتے ہیں اور اس کا جواب نہیں آتا یا آتا ہے تو اس پر کیا عمل ہوتا ہے یا وہ lapse ہو جاتا ہے۔ میرے کتنے notices lapse ہوئے ہیں ذرا پوچھ تو لیجئے۔ آپ کو کل کی بات عرض کرتا ہوں کل میں ڈپٹی سپیکر صاحب سے کہہ کر گیا ہوں کہ اب آپ Adjournment Motion تو نہیں لے رہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں لے رہے اور میرے جانے کے بعد انتہائی ضروری میری Adjournment Motion dispose of کر دی گئی۔ میں اپنا کس سے حال بیان کروں؟ آپ یہ دیکھیں کہ جب میں چلا گیا اور کہہ کر گیا کہ دو بج گئے ہیں، میں چلا جاؤں۔ اس کے بعد میری Adjournment Motion dispose of کی گئی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میں rules and regulations according to پر چلوں لیکن مجھے کوئی ایک میرا دوست، کوئی میرا colleague بتائے کہ میرا کوئی irrelevant point ہے، یہ کیا معاملات نہیں ہیں؟ جب رات کو آپ یا میں ٹی وی پر دیکھتے ہیں یا خبر پڑھتے ہیں کہ کس طرح حوّا کی بیٹیوں کو اس کام کے لئے رکھا گیا ہے۔ جب میں کہتا ہوں کہ گیسٹ ہاؤسز کو رجسٹرڈ کر دیا جائے، جب میں کہتا ہوں کہ اس کے اندر جو جو لوگ ملوث ہیں مجھے بھی پتا ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور لوگوں کو بھی پتا

ہے کہ یہ ہو کیا رہا ہے، آپ کو بھی پتا ہے کہ محکمہ ہیلتھ کتنی بڑی کرپشن کا شکار ہے؟ کچھ نہیں مل رہا، آپ یہ کہتے ہیں کہ لاہور میں میرے اور آپ کے ضلع میں کچھ نہیں مل رہا۔ تمام ای ڈی اوز شاید ایک دو صحیح ہوں، تمام کرپٹ ہیں۔ کوئی ڈاکٹروں کو کام نہیں کرنے کو کہتا، کوئی availability نہیں ہے۔ میری ذاتی ambulances دن رات میرے حلقہ سے مریضوں کو اُٹھا کر لاہور لا رہی ہیں۔ مجھے تو اللہ اس کا اجر دے گا۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ الحمد للہ میں نے اپنی ذاتی ایمبولنس سروس چلائی ہے۔ تین ambulances دن رات کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو لاہور لا رہی ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنے حلقے کو یہ سروس دے سکیں گے؟ تو میں کہتا ہوں کہ اربوں روپیہ جو ہم ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو دے رہے ہیں ان کو بلایا جائے ان سے میری بات کروائی جائے اور پوچھا جائے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ میرے معاملات ہیں۔ اگر میں اس میں مجرم ہوں تو بے شک آپ out کر دیں لیکن یہ معاملات ہم یہاں discuss کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اتنی جلدی آپ نے مجھے thank you کر دیا۔ کوئی اور بات کرنی ہے تو ابھی کر لیں۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Mr. Speaker! This is a very valid point.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ میری کسی بات پر سمجھتے ہیں کہ یہ irrelevant ہے تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کو void قرار دے دیں۔

جناب سپیکر: اب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں چاہئے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے کل سے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے اور آپ کو پتا ہے۔ آپ 12 بج کر 20 منٹ پر تشریف لے گئے آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔ آج بھی میں صبح سے آیا ہوا ہوں اور میں نے یہی گزارشات کرنی تھیں۔

جناب سپیکر: اب پانچ منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ 12 بج کر 20 منٹ کی بجائے 25 منٹ ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ اگر لوگوں کو یا دوسرے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بھئی! آپ میرے ساتھ، مجھے کم از کم اتنا سلوک ضرور دیں جو میں as a MPA حق رکھتا ہوں۔ میں آپ سے کوئی extra چیز نہیں مانگتا اور اگر میں آپ سے extra چیز مانگوں گا تو خدا کی قسم اس دن resign کر دوں گا۔ مجھے آپ سے کیا لینا ہے؟ میں نے لوگوں کا کام کر کے چلے جانا ہے میں سرکار

کی ایک چائے تک نہیں پیتا کوئی ثابت کر دے میرے پچھلے tenure میں بھی اور اس tenure میں بھی۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں اور جس مقصد سے آیا ہوں، ایک انتہائی بزرگ کے کہنے پر میں سیاست میں آیا تھا میں تو بالکل اس میں نہیں آتا تھا۔ اللہ ان کے درجات بُلند کرے وہ پچھلے دِنوں دنیا سے چلے بھی گئے۔ اب آپ اگر سمجھتے ہیں کہ میں کام نہیں کرتا یا میرا floor پر بولنا غلط ہے تو میں نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: حضرت! میں نے آپ کو یہ بات کب کہی ہے کہ آپ کام نہیں کرتے۔ مجھے آپ ایک دِن بتادیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے یہ تین نکتے ہیں آپ ان میں سے ایک بتادیں کہ کیا مجھے تکلیف نہیں ہو رہی، کیا جب میں ان کے بارے میں پڑھتا ہوں، سوچتا ہوں تو تکلیف نہیں ہوتی؟ ایک دس سالہ بچے کو اغواء کیا گیا، ساتھ اس سے زیادتی کی گئی، ساتھ اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ سب لوگوں کا کام ہے کہ یہاں ہم سر جوڑ کر بیٹھیں کہ یہ اغواء برائے تاوان کیوں ہو رہے ہیں، ہم پولیس کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں یہ کہاں جا رہا ہے اور ہم ہیلتھ کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں یہ کہاں جا رہا ہے؟ یہ floor اسی لئے ہے کہ ہم ان معاملات کو discuss کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ نے desk کیوں بجائے، آپ کو کس نے کہا، آپ اتنی زیادتی کرتے ہیں؟ (قہقہے)

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے اس بات پر تعجب ہو رہا ہے۔ ہم نے ہمیشہ وہ بات کی ہے جو عوام کے فائدے کی ہو اور جب بھی کسی بھی بنچ سے کھڑے ہو کر کسی بھی ممبر نے کوئی اچھی بات کی ہم نے ساتھ دیا ہے۔ ہم نے کبھی بھی اس طرح کا روّیہ اختیار نہیں کیا۔ یہ بات ضرور ہے کہ---

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ بس اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! ہمارے ایک دوست رانا منور غوث صاحب نے سرگودھا میں ہائیکورٹ کے بنچ کا ذکر کیا ہے اس وقت رانا صاحب نہیں تھے---

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا بھی اس سلسلے میں ایک سوال آیا ہوا ہے تو ہمارے پورے سرگودھا ڈویژن کے جو لوگ ہیں ان کو بڑی تکلیف ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات سُن لی ہے اس کا جواب بھی منسٹر صاحب نے دے دیا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ تمام سرگودھا ڈویژن والوں کی پُرزور اپیل ہے کہ ہمیں یہ ہائیکورٹ کا بنچ دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، کائرہ صاحب!

زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکار کو پریشانی کا سامنا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک سوال کیا تھا۔ انہیں information چاہئے تھی اور آپ کی direction پر ان کے سوال کے ایک حصے کا جواب آ گیا ہے۔ دوسرے کا اُنہوں نے کہا ہے کہ چند دِن میں مل جائے گا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ سُنئے گا آپ کے فائدے کی بات ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! شیخ صاحب کا سوال تھا کہ pesticides کی قیمت کافی زیادہ ہے اور ایک ہی کمپنی کو favour کیا گیا جس کا نام Ali Akbar Enterprises ہے۔ اس کے جواب میں زرعی ترقیاتی بنک نے یہ کہا ہے کہ کسان سپورٹ سروسز لمیٹڈ زرعی ترقیاتی بنک کی ایک subsidy ہے اور انہوں نے تین کمپنیوں کو رجسٹرڈ کیا اور رجسٹریشن کے لئے صرف تین کمپنیاں آئیں ان میں Aziz Group، Syngenta Pakistan اور تیسرا Ali Akbar Enterprises ہے۔ یہ تینوں reputed companies ہیں اور انہوں نے اپنی قیمتیں رجسٹرڈ اور approved کروائیں۔ جس میں Ali Akbar Enterprises کی قیمتیں باقی کمپنیوں سے کم ہیں۔ Ali Akbar Enterprises نہ صرف کوالٹی دوائیاں مہیا کرتی ہے بلکہ ساتھ ساتھ ان کا vast field network ہے جو کہ farmers کو دوسری services بھی پیش کرتی ہے اس لئے زرعی ترقیاتی بنک نے یہ کہا کہ ہم تینوں کمپنیوں سے دوبارہ approach کریں گے کہ جو ابھی flood کی devastation کی وجہ سے farmers کو نقصان ہوا یہ مزید اپنی کمپنیوں کی قیمتیں کم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ معاملہ میں نے اٹھایا تھا اور میں آج بھی اس پر firm ہوں کہ میری بات بالکل صحیح ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ وہ

technically complete failure ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جو اس قسم کے contracts award ہوتے ہیں وہ کس طرح ہوتے ہیں۔ چونیاں سے صرف پتا کر لیا جائے، میں نے ان کو کہا تھا کہ زرعی ترقیاتی بنک ٹریکٹر کے قرضے نہیں دے رہا، ویسے بھی وہ جو پانچ لاکھ روپے تک قرضے دیتا تھا وہ بھی نہیں دے رہا، وہ محترم فنانس منسٹر صاحب skip کر گئے اور انہوں نے صرف pesticides کی بات کی۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی ان کو یہ بتایا ہے کہ پہلے حصے کا جواب آ گیا ہے۔ دوسرے حصے کا جواب ابھی نہیں آیا کیونکہ زرعی ترقیاتی بنک کا سٹاف اس وقت flood hit areas میں تھا اور جب ہم نے ان کو فیکس کی تو فیکس کا ایک حصہ ان کو clear نہیں ملا اسی لئے میں نے کہا کہ دو تین دِن میں باقی جواب آنے والا ہے اور باقی جو قیمتیں ہیں وہ ہم اوپن مارکیٹ میں دیکھ سکتے ہیں کہ کوالٹی کے مطابق مختلف اشیاء کی مختلف قیمتیں ہیں جو شیخ صاحب نے point out کیں اس میں 5 to 10 percent price difference تھا۔ Pesticide کی کوالٹی ہم سب جانتے ہیں، سارے یہاں پر agriculturists ہیں کہ اس میں کتنا فرق ہوتا ہے، کوالٹی کا کتنا فرق ہوتا ہے، قیمت کا کتنا فرق ہوتا ہے لیکن زرعی ترقیاتی بنک اس کو handle کر رہا ہے اور وہی یہ قیمتیں مقرر کرتا ہے۔ انہوں نے جواب جو دیا وہ میں نے گوش گزار کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ معاملہ جب میں نے اٹھایا تھا اور آج بھی اس پر affirm ہوں کہ میری بات بالکل صحیح ہے۔ فنانس منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ technically complete failure ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جو اس قسم کے contracts award ہوتے ہیں وہ کس طرح سے ہوتے ہیں۔ چونیاں سے صرف پتا کر لیا جائے میں نے ان سے کہا تھا کہ زرعی ترقیاتی بنک ٹریکٹر کے لئے قرضے نہیں دے رہا ویسے بھی جو پانچ لاکھ روپے تک کے قرضے دیتا تھا وہ بھی نہیں دے رہا۔ محترم فنانس منسٹر صاحب وہ بھی skip کر گئے انہوں نے صرف pesticide کی بات کی۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! میں وضاحت کر دوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ابھی بات کر رہا ہوں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ایک حصے کا جواب آگیا ہے اور دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک کا سٹاف اس وقت flood hit areas میں تھا اس لئے میں نے کہا کہ دو تین دن میں باقی جواب آنے والا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے تو ہم open market میں یہ دیکھ سکتے ہیں۔ کوالٹی کے مطابق مختلف اشیاء کی مختلف قیمتیں ہیں، شیخ صاحب نے جو point out کیں ان سے پانچ یا دس فیصد قیمتوں کا difference تھا۔ Pesticide کی کوالٹی کا بھی ہم سب جانتے ہیں سارے یہاں پر agriculturists ہیں کہ اس میں کتنا فرق ہوتا ہے اور کوالٹی میں کتنا فرق ہوتا ہے اور قیمتوں میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اس کو زرعی ترقیاتی بنک handle کر رہا ہے اور وہی یہ prices fix کرتا ہے، انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ میں نے گوش گزار کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وزیر موصوف اس بات پر بالکل agree کر گئے ہیں کہ پانچ سے دس فیصد کا فرق ہے، آپ بھی پانچ سے دس فیصد تک ریٹ کا فرق سمجھتے ہیں پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ میری بات صحیح ہے اور میں نے ان کو sheet بھی پیش کی تھی کہ جو چیز بازار میں -/820 روپے کی ہے علی اکبر والوں کے ہاں وہ چیز -/890 روپے کی بک رہی ہے اور ان کو forced کیا جا رہا ہے کہ وہاں سے خریدیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ 70 کلو میٹر دور جا کر علی اکبر والوں کا ڈپو ہے وہاں سے لیں۔ عملی طور پر وہ چیز 20 فیصد مہنگی پڑ رہی ہے۔ آپ اس پر فیصلہ کر دیں کہ میرا مؤقف صحیح ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: میں نے کب آپ کو غلط کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ I won the case.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شیخ صاحب کو میں باقی تینوں کمپنیوں کی قیمتیں بھی دے رہا ہوں۔ یہ باقی کمپنیوں کو بھی دیکھ لیں۔ ان کا جو یہ مؤقف تھا کہ ایک ہی کمپنی ہے یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): تین کمپنیاں approved ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے competition موجود ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ صاحبان مجھے کام کرنے دیں گے یا نہیں؟ مجھے کیا کرنا چاہئے میں ہر ایک کو صبح سے accommodate کر رہا ہوں اور آپ پتا نہیں کہیں سے گھوم پھر کر اب آ گئے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آخر میں آکر point of order raise کر دیا۔

جناب اعجاز احمد خان: آپ نے ایک بہت بڑی بات کر دی ہے۔ میں یہاں اسمبلی بلڈنگ میں ایک میٹنگ میں موجود تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے call کر لیتے، میں وہاں سے ہی آپ کو اجازت دے دیتا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! فنانس منسٹر صاحب نے جو یہاں پر زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے بات کی ہے۔ جب یہ بات جناب شیخ صاحب نے یہاں پر کی تھی تو اسی وقت میں نے گزارش کی تھی کہ سارے financial institutions Industrial Loan advance نہیں کر رہے۔ اس حوالے سے بھی اس معزز ایوان میں بتایا جائے کہ یہ policy matter ہے کیا وجہ ہے کہ ہمارے پاس units دن بدن sick ہوتے جا رہے ہیں اور وہ advancement نہیں ہو رہی جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ House کو اس مسئلے پر اعتماد میں لیں گے؟ آج اگر اس بارے میں بھی کوئی وضاحت فرما دیں تو اس issue پر بھی financial institutions کی پالیسی سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بارے میں کوئی علم ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): اس دن آپ نے جو فرمایا تھا وہ تو زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے تھا لیکن جو معزز ممبر فرما رہے ہیں یہ درست ہے کہ ہمارا جو banking sector ہے اس میں جو Industrial Loans ہوتے تھے اور ان کے لئے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک ہوتے تھے اب سوائے اس کے کہ Small and Medium Enterprises کے SMEs ہیں وہ اس پر financing کر رہے ہیں۔ اسی طرح پنجاب میں بھی ہمارے کچھ institutions ہیں۔ معزز ممبر اس مسئلے پر کوئی تحریری طور پر یا کوئی تحریک لے آئیں ہم اس کو فیڈرل گورنمنٹ کو بھجوا دیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: آپ کوئی چیز لکھ پڑھ کر ان کے پاس لائیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ بے شک کل تک کے لئے pending فرمادیں اور مجھے کل کے لئے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: کون سا والا؟ اب آپ بولیں۔

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ آپ نے بار بار یہی فرمایا ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں اور اس پر آپ تقریر کرتے ہیں۔ آج آپ پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف کر دیں تاکہ تمام ممبران کو پتا چل جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ محترم شیخ صاحب ہمارے بھائی ہیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں وہ بہت ناراض ہو رہے تھے کہ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم نہیں مل رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو واڑھائی سال میں جتنا ٹائم شیخ صاحب نے لیا ہے باقی ممبران نے کم ہی لیا ہوگا اور یہاں پر یہ جتنے بھی سوالات اور point of orders raise کرتے ہیں تو جناب! اغواء برائے تاوان یا ڈکیتیاں اس طرح کے واقعات ہمارے اضلاع میں بھی ہوتے ہیں۔ پھر ہمیں بھی آپ اجازت دیا کریں کہ ہم بھی اس طرح کے جو مسائل ہیں وہ آپ کی خدمت میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے عرض کر سکیں۔ ہم بھی وہی حق رکھتے ہیں جو شیخ علاؤالدین صاحب رکھتے ہیں، جس طرح شیخ صاحب اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ہم بھی اسی طرح ممبر ہیں۔ آپ ان کو اتنا ٹائم دیتے ہیں اور اتنا ٹائم دینے کے باوجود بھی میرے بھائی ناراض ہیں تو پھر آپ ہمیں بتائیں ہمارے لئے کیا حکم ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پندرہ دن میں، بیس دن میں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کا کام برابر ہو گیا ہے۔ جتنی دیر انہوں نے لگائی اتنی آپ نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر لگالی ہے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پھر یہ کہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ جناب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی personal explanation پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ personal explanation کی بات نہیں ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 32۔

ڈی ڈی او(آر) وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔مئی2010 کو ڈی سی او آفس وہاڑی میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں تحصیل بورے والا کی 98 منظور شدہ ترقیاتی سکیمیں جن کی مالیت 52 ملین روپے ہے کو زیر بحث لایا گیا اور ان سکیموں کے پایۂ تکمیل پہنچانے کے لئے متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ:

The schemes were discussed and approved unanimously with the condition that the schemes will be completed with the consent of concerned MPA.

اس میں واضح طور پر فیصلہ ہے کہ سکیمیں متعلقہ ایم پی اے کی consent کے ساتھ مکمل کی جائیں گی لیکن ڈی ڈی او(آر) بورے والا مسٹر شاہد لک نے مجھ سے consent لئے بغیر ہی سکیموں کو مکمل کروانا شروع کر دیا جس پر میں نے ڈی ڈی او(آر) سے پوچھا کہ آپ نے یہ سکیمیں مجھ سے مشورے کئے بغیر کیوں شروع کروائیں، جس پر اس نے انتہائی بدتمیزی سے جواب دیا کہ آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے، میں نے ہمیشہ اپنی مرضی کی ہے اور میں کسی کمیٹی کے فیصلہ کو نہیں تسلیم کرتا، جاؤ جاکر میری ڈی سی او سے شکایت کر دو، میں وہی کروں گا جو میں چاہوں گا۔ میں نے کہا کہ میں اس حلقہ کا نمائندہ ہوں، عوام کی بھلائی کے لئے ہم نے ترقیاتی سکیمیں منظور کروائی ہیں اور مجھے ان سکیموں کے بارے میں بہتر طور پر معلوم ہے۔اس پر موصوف آفیسر مزید سیخ پا ہوا اور مجھے توہین، ہتک آمیز لہجہ میں دھمکی دی کہ میں آپ کو دیکھ لوں گا، آپ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں، مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں ہے۔اس پر میں نے ڈی سی او کو تحریری طور پر درخواست دی جس پر ڈی سی او وہاڑی نے ایک مراسلہ نمبری No.ADLG/Vehari/07 کے تحت ایک کمیٹی بنادی جس کو ہدایت کی گئی کہ وہ وزٹ کرکے مورخہ 15.9.2010 تک رپورٹ دے لیکن صورتحال یہ ہے کہ کمیٹی نے visit کیا، کوئی رپورٹ دی اور نہ ہی ڈی ڈی او(آر) کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ میں اپنے حلقہ کا نمائندہ ہوں، لوگوں کے مسائل اور علاقہ کے ترقیاتی کاموں کو تکمیل کروانے کا کردار ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ کمیٹی میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ تمام سکیمیں متعلقہ ایم پی اے کی consent کے ساتھ مکمل ہوں گی تو اس پر ڈی ڈی او(آر) نے نہ صرف کمیٹی کے تمام ممبران کی توہین کی بلکہ فیصلہ ماننے سے بھی انکار کر دیا اور میرے ساتھ انتہائی

توہین آمیز لہجہ میں بات کی اور ناروا سلوک کیا۔ موصوف آفیسر کی اس غیر شائستہ حرکت اور روّیہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا!میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے پاس اس کے ثبوت ہیں اور اگر یہ ثابت ہو جائیں تو اس کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اس کو نوکری سے بھی نکالا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جب جواب آئے گا اور جو اس کی fate ہو گی تو اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو گا۔ جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے اس کے جواب کے لئے اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!آج ہی اس کا نوٹس موصول ہوا ہے اگلے ہفتے تک کے لئے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا!میری ایک تحریک استحقاق تھی اور میں نے گزارش کی تھی کہ اس کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی circulate نہیں ہوئی۔ایک آدھ دن انتظار کر لیں اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا!میں نے پرسوں یہ تحریک جمع کروادی تھی تو اسے کل circulate ہو جانا چاہئے تھا۔ میں نے آپ سے personally request اسی لئے کی تھی کہ پلیز آپ اس کو out of turn take up کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ کل آجائے گی یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا کیونکہ اب اور کوئی تحریک استحقاق موجود نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ایک بہت ہی اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کون سے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ بلین روپے کی کھاد import ہوتی ہے اور یہاں بھی manufacture ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میڈیا میں آیا تھا کہ بورے والا اور فیصل آباد کے کچھ کسانوں نے یہ کھادیں ٹیسٹ کے لئے بھیجی ہیں میں ان کی رپورٹ آپ کی نذر کروں گا تاکہ آپ وزیر زراعت کو دے دیں لیکن میں پہلے تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ SOP, MOP اور DAP کھاد کے بارے میں انہوں نے گورنمنٹ کے اداروں سے رپورٹ لی ہے اس کے مطابق جہاں پر 18 فیصد required ہے وہاں پر 12.8 فیصد strength نکلی ہے، جہاں پر required percent 60 ہے وہاں پر 41.6 فیصد نکلی ہے علیٰ ہذالقیاس جہاں 50 فیصد required ہے وہاں پر 36.8 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! مجھے جناب کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ رپورٹ آپ کو پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے کہہ دیں۔ یہ آلو کے کاشتکاروں کا دکھ اور رونا ہے۔ سیلاب کی وجہ سے ہمارے 9 اضلاع میں گندم hit ہوئی ہے، یہ فصل کے لئے بنیادی ضرورت ہے لیکن یہ اتنی substandard آ رہی ہے ان کی ٹیسٹوں کی original reports بھی میرے پاس پڑی ہیں۔ ہم انہیں confront کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میں وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر زراعت لابی میں یا اپنے دفتر میں ہوں گے، ذرا ہاؤس میں تشریف لائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ کسانوں کا صوبہ ہے اور یہاں پر 94 فیصد کسان 12 ایکڑ سے نیچے کے ہیں اور وہ بُری حالت میں ہیں، وہ اب بڑی مشکل سے سانس کا ناتا قائم کئے

ہوئے ہیں لہذا میری استدعا ہوگی کہ یہ جو اربوں روپے کی کھادimportہوئی ہے اور یہاں پر جو manufactureہو رہی ہے اور وہ بہانگ دہلsubstandardدی جا رہی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔بہت بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ نے ان کی بات سن لی ہے اور میں آپ کے پاس یہ کاغذ بھجوا رہا ہوں، یہ کاشتکاروں کے لئے بہت تکلیف دہ بات ہے۔آپ فوری طور پر اس پرactionکروائیں۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جناب سپیکر!اللہ اکبر پھر کہیں گے کہ میرا نام لے دیا۔لے لیتا ہوں پھر آپ کا نام۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کل ایسا ہوا کہ میں یہاں سے اجازت لے کر گیا تھا۔وہ اس وقت بھی سن رہے ہوں گے انہوں نے کہا تھا کہ اب تحاریک التوائے کار نہیں آئیں گی تو میں دو بج کر کچھ منٹ پر چلا گیا تھا۔میری یہ تحریک التوائے کار نمبر490/2010منرل واٹر کے بارے میں تھی۔

جناب سپیکر: میرے پاس تحریک التوائے کار نمبر638ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس سے پہلے میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ اگر آپ تحریک التوائے کار نمبر 490ایک نظر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: وہ میرے پاس تو نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: وہ کلdispose ofکر دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: اگر وہdispose ofہو گئی ہے تو پھر میں اسے کیا کر سکتا ہوں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں وہی عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہChairکا فیصلہ ہے۔اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔

شیخ علاؤالدین: آپreviewکر دیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں۔

شیخ علاؤالدین: آج کل تو ویسے بھی review کا زمانہ ہے۔
جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ آپ تحریک التوائے کار نمبر 638 کے بارے میں بات کریں۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ میری تحریک التوائے کار نمبر 638 پولیس کے بارے میں ہے اور میں نے یہ پڑھ دی ہوئی ہے۔
جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟
شیخ علاؤالدین: میں نے یہ کہا تھا کہ اس کو عام بحث پر رکھ دیا جائے اور یہ اسی لئے pending ہوئی تھی۔
جناب سپیکر: پھر اس کو عام بحث میں رکھ لیں؟
شیخ علاؤالدین: جی، شکریہ
جناب سپیکر: نہیں۔ پہلے جواب آنے دیں۔
شیخ علاؤالدین: چلیں، ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم۔ لاء منسٹر صاحب نے تو اس کا جواب دے دیا تھا لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ پہلے ایک نظر اسے پڑھ لیں پھر اس کی gravity کا اندازہ لگا لیں کہ یہ کتنی important ہے۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیا تھا۔ یہ معاملہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر شیخ صاحب اس میں کچھ مزید فرمانا چاہتے ہیں تو۔۔۔
جناب سپیکر: پھر اس کو dispose of کر دیں؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی۔
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایسے تھوڑا dispose of ہو سکتی ہے۔
جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جب لاء اینڈ آرڈر کی بحث ہو گی تو آپ اسے اس میں لے آئیں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 2010/633 چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ میں دو بھائیوں کی پولیس کی زیر نگرانی ہلاکت اور نعشوں کی بے حرمتی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

روز نامہ "نوائے وقت" مورخہ 23-اگست 2010 کی خبر کے مطابق سانحہ سیالکوٹ کے حوالے سے انتہائی افسوسناک اور سنسنی خیز حقائق سامنے آئے ہیں۔ ان دونوں بچوں کے قتل میں اعلیٰ سطح کے پولیس افسروں اور کچھ سیاسی شخصیات کی آشیر باد شامل تھی۔ حقائق سے پردہ اٹھنے کے خوف کی وجہ سے ہی انکوائری افسر ڈی آئی جی میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کو تبدیل کرکے ڈی آئی جی مشتاق سکھیرا کو انوسٹی گیشن ہیڈ مقرر کیا گیا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق سیالکوٹ کے دو بھائیوں 18 سالہ مغیث بٹ اور 15 سالہ منیب بٹ کو ڈی پی او وقار چوہان کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر اعلیٰ پولیس افسروں اور علاقے کی بااثر شخصیات کے اشارے پر بہیمانہ تشدد سے قتل کیا گیا۔ لوگوں نے ڈنڈے مار مار کر پہلے چھوٹے بھائی منیب بٹ کو قتل کیا اس کے بعد مغیث بٹ پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے چھوٹے بھائی کی دردناک ہلاکت دیکھ کر مغیث بٹ نے ہاتھ جوڑ کر حملہ آوروں سے کہا کہ وہ اسے اس طرح مارنے کی بجائے گولی مار دیں مگر ظالم پولیس اہلکاروں اور حملہ آوروں نے ایک نہ سنی اور ڈنڈے مار مار کر ہی اسے ہلاک کر دیا۔ بعد ازاں ریسکیو 1122 کے اہلکاروں نے رسیوں سے دونوں بھائیوں کی ٹانگیں باندھیں اور انہیں ایک ٹریکٹر ٹرالی پر لاد کر شہر کا چکر لگایا۔ پولیس کی گاڑی اسے سکواڈ کرتی رہی، ٹریکٹر پر باوردی کانسٹیبل بیٹھا تھا۔ اس واقعہ کی انکوائری کے لئے جب ڈی آئی جی میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ سیالکوٹ پہنچے تو وہاں کسی بھی پولیس افسر یا ملازم نے ان سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کے پہنچنے کی اطلاع ملتے ہی آر پی او گوجرانوالہ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے تمام وقت افسروں کو اپنے ساتھ رکھا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق پورے ضلع کی پولیس کو اوپر سے احکامات ملے تھے کہ انکوائری افسر سے بات نہ کی جائے۔ اس کے بعد اعلیٰ پولیس افسروں نے انتہائی اہم ممبر قومی اسمبلی کی وساطت سے راتوں رات انکوائری کمیٹی ختم کرا دی اور میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ کو انکوائری چھوڑ کر واپس پہنچنے کا حکم جاری کیا۔ ڈی آئی جی سی آئی ڈی مشتاق سکھیرا کو تفتیشی ٹیم کا سربراہ مقرر کرکے اس واقعہ کی انکوائری کی بجائے تفتیش کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ باوثوق ذرائع کے مطابق اس افسوسناک واقعہ میں کئی اہم شخصیات کے ناموں سے پردہ فاش ہو سکتا تھا اسی لئے پولیس افسروں اور کچھ سیاستدانوں نے حقائق کو پوشیدہ رکھنے کے لئے انکوائری ختم کرا دی۔ مقتولین کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق دونوں بھائیوں پر اس قدر ظالمانہ تشدد کیا گیا ہے کہ ان کے جسموں کی کوئی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی تمام ہڈیاں چور ہو چکی ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس دن ان بچوں کو قتل کیا گیا اس دن علاقے میں ڈکیتی کی کوئی واردات ہوئی تھی اور نہ ہی کسی مدعی کو سامنے لایا جا سکا۔ اس کے علاوہ ابھی تک کوئی مضبوط وجہ سامنے نہیں آ سکی۔ اہل علاقہ کا کہنا ہے کہ ڈی پی او وقار چوہان اور متعلقہ

ایس ایچ او نے اپنے ڈویژن میں پہلے سے قائم مثالوں کے مطابق نہ صرف ان بچوں کو ظالمانہ طریقے سے ہلاک کروایا بلکہ مجرم بنا کر نعشوں کو شہر میں پھرایا۔ معلوم ہوا کہ اس واقعہ کے بعد آر پی او گوجرانوالہ ذوالفقار چیمہ سے سی پی او گوجرانوالہ کی سیٹ واپس لے کر ڈی آئی جی ٹریفک لاہور طارق مسعود یٰسین کو سی پی او گوجرانوالہ تعینات کیا جا رہا ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ وقوعہ میرے حلقے میں ہوا ہے اس لئے میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ ان بچوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی ہوئی ہے جس طریقے سے ان کو مارا گیا اور پھر گھسیٹا گیا میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ جو وقوعہ ہوا ان بچوں نے وہاں ڈکیتی کے دوران دو آدمی قتل کئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا جواب لاء منسٹر صاحب نے دینا ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): میں تو صرف وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں دو چیزوں کے اوپر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ محکمہ کی طرف سے میں formal answer کو پڑھنے سے پہلے ان دو چیزوں کی وضاحت کرنی چاہوں گا، غالباً ہندلی صاحب بھی وہی بات کرنا چاہتے ہوں گے۔ اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ اس واقعے میں کسی بھی political personality کا دخل ہے انکوائری رپورٹ میں اور نہ ہی بعد کی investigation report میں کسی political personality کا دخل پایا گیا ہے۔ دوسرا میجر (ریٹائرڈ) مبشر اللہ جو کہ ڈی آئی جی پولیس ہیں ان کے متعلق یہ جو غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ پہلے ان کو انکوائری دی گئی اور اس کے بعد پھر ان کو ہٹا دیا گیا، درست نہ ہے۔ ہوا اس طرح سے تھا کہ پہلے پنجاب حکومت نے میجر (ریٹائرڈ) مبشر صاحب کو انکوائری آفیسر مقرر کیا تھا لیکن meantime سپریم کورٹ نے ڈی۔ جی، انٹی کرپشن کاظم ملک صاحب کو انکوائری آفیسر مقرر کر دیا تو پھر ایسی صورت میں دو انکوائری آفیسر نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک پنجاب حکومت کی طرف سے ہو اور دوسرا سپریم کورٹ کی طرف سے ہو تو اس صورت میں پنجاب حکومت نے اس انکوائری کمیشن کے فیصلے کو واپس لے لیا اور پھر ایک investigation team بنائی جس کی سربراہی مشتاق احمد سکھیرا صاحب نے کی ہے لیکن اس ٹیم میں بھی میجر (ریٹائرڈ) محمد مبشر اللہ شامل ہیں، وہ اس ٹیم کے ممبر تھے۔ سکھیرا

صاحب نے اس لئے سربراہی کی کیونکہ وہ senior تھے۔اس تحریک کا محکمہ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اب میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔

مورخہ 23-8-2010 کی خبر پر انحصار کرتے ہوئے تحریک التوا ہذا پیش کی گئی ہے۔ اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ دونوں بھائیوں کو ظالمانہ طریقے سے قتل کیا گیا۔واقعات کی سنگینی کے پیش نظر گورنمنٹ آف پنجاب،ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور نے بحوالہ حکم نمبر such and such کے تحت joint investigation team برائے تفتیش مقدمہ مورخہ 20-8-2010 زیر دفعہ such and such تھانہ صدر سیالکوٹ زیر نگرانی مسٹر مشتاق احمد سکھیرا،ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس (سی ٹی ڈی) پنجاب تشکیل دی۔ تفتیشی ٹیم میں درج ذیل ممبران شامل تھے۔

1) مسٹر مشتاق احمد سکھیرا،ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس
2) میجر (ریٹائرڈ) محمد مبشر اللہ، پرنسپل، پنجاب ٹریننگ سکول کانسٹیبلری
3) مسٹر عبدالرزاق چیمہ،ایس پی (پی پی او) آفس پنجاب
4) مسٹر تصدق حیات،ایس پی، سپیشل برانچ گوجرانوالہ رینج
5) ملک فیاض احمد،ڈی ایس پی، سمبڑیال

ممبران تفتیشی ٹیم نے حکومت پنجاب کی جانب سے جاری شدہ حکم موصول ہونے پر تفتیش مقدمہ موقع پر شروع کر دی اور ایسے تمام افراد جو کہ حقائق مقدمہ سے مکمل طور پر آگاہ تھے کے بیانات موقعے پر تحریر کئے۔یہ خبر بالکل بے بنیاد اور سراسر خلاف حقائق ہے کہ میجر (ریٹائرڈ) مبشر اللہ، پرنسپل پنجاب ٹریننگ سکول کو انکوائری سے روکا گیا ہے بلکہ وہ بدستور تفتیشی ٹیم کے ممبر ہیں۔افسران بالا پر مشتمل joint investigation team نے تمام واقعات کی تفصیلی تفتیش تقریباً مکمل کر لی ہے اور انہوں نے اپنی رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش کر دی ہے جو کہ اخبارات میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! joint investigation team نے فریق استغاثہ کی جانب سے نامزد کئے جانے والے تمام ملزمان اور پولیس ملازمین کو گرفتار کر لیا ہے اور اس وقت نامزد کئے جانے والے کسی ملزم کی گرفتاری بقایا نہ ہے۔ تحریک التواء ہذا میں پیش کئے جانے والے تمام امور بارے joint investigation team کی تفتیشی رپورٹ میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

مقتولین کے جسم پر بمطابق پوسٹ مارٹم رپورٹ دونوں بھائیوں پر اس قدر تشدد کیا گیا ہے کہ ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہی، تمام ہڈیاں چکنا چور ہو چکی تھیں۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ

پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق منیب سجاد اور مغیر سجاد کے جسموں پر کل ضربات بالترتیب 12 اور 18 لگنی تحریر کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے اس کے دوبارہ پوسٹ مارٹم کے orders بھی کئے ہوئے ہیں۔ اب اس case کی انکوائری مکمل ہو چکی ہے، تفتیش بھی مکمل ہو چکی ہے اور چالان Anti Terrorist Court میں داخل ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

چوہدری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ جو تفتیش مکمل ہو چکی ہے وزیر قانون صاحب وہ پڑھ کر ہاؤس کو سنا دیں۔ یہ دونوں بھائی ڈکیت تھے اور انہوں نے ڈاکے کے دوران دو لڑکوں کو شہید کیا ہے چونکہ وہ غریب اور دیہاتی لوگ تھے اس لئے ان کا مؤقف سامنے نہیں آ سکا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! طاہر محمود ہندلی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ دیکھیں، معاملہ یہ ہے کہ جو انکوائری رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش ہوئی ہے، جس انکوائری کو ڈی جی اینٹی کرپشن نے مکمل کیا تھا انہوں نے ان دونوں بھائیوں کو بالکل بے گناہ تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد مقدمے کی جو تفتیش ہوئی ہے اس میں ان دونوں بھائیوں کا وہاں پر موجود ہونا اور بلال نامی آدمی کے ساتھ جھگڑا ہونے کا امکان پایا جانے کا ذکر ہے۔ جس میں بلال قتل ہو گیا اور بعد کا واقعہ اسی اشتعال میں ہوا۔ اس بات کا تفتیش میں ذکر ہے لیکن کیا بلال اور ان دونوں بھائیوں کا آپس میں پہلے جو جھگڑا ہوا ہے اور فائرنگ ہوئی، جس فائرنگ کے نتیجے میں بلال ہلاک اور ذیشان نامی بچہ زخمی ہوا اور بعد میں اس کی بھی ہلاکت ہو گئی۔ کیا وہ ڈکیتی کی وجہ سے تھا یا ان کا کوئی آپس میں جھگڑا تھا یا وہ کرکٹ والی جو سٹوری ہے وہ درست تھی؟ اس بارے میں کوئی واضح طور پر evidence سامنے نہیں آئی۔ باقی جب عدالت میں detail میں جا کر اس case کی سماعت ہو گی تو پھر اس بات کا تعین ہو سکے گا۔

چوہدری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صفحہ مثل پر ان کا جو مؤقف ہے وہ پڑھ کر سنا دیا جائے۔ ان کے پاس سے دو پسٹل، سو گولیاں اور چوڑیاں کاٹنے والا کٹر ملا ہے۔ اس کے علاوہ 30/35 لوگ وہاں پر پیش ہوئے ہیں جنہوں نے کہا کہ انہوں نے ڈکیتی کی ہے۔ وہ ساری تفتیش مکمل ہو چکی ہے۔ وزیر قانون صاحب وہ رپورٹ پڑھ کر سنا دیں تاکہ پوری دنیا کا mind clear ہو جائے کہ اصل

وقوعہ کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ ان بچوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے لیکن ان بچوں نے بھی ظلم کیا ہے۔وہ پرانے ڈکیت تھے۔

جناب سپیکر: طاہر محمود ہندلی صاحب!یہ تو اب عدالت کا کام ہے۔آپ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 519/10 محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔وہ موجود نہیں ہیں۔اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ویسے بھی یہ (c)85 کے تحت dispose of ہو رہی تھی کیونکہ یہ recent occurrence نہیں ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 520 بھی dispose of کی جاتی ہے۔تحریک التوائے کار نمبر 512 بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر احمد ناصر صاحب کی ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد محترمہ سیمل کامران کی تحریک ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک میاں طارق محمود صاحب کی ہے، تشریف فرما نہیں ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 527 محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے اور جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔

جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کو متعلقہ تھانہ میں اطلاع دیئے بغیر ایجنسی کا گرفتار کرنا

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12۔جولائی 2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ ہسپتال سے گھر جاتے ہوئے لاپتہ ہو گئے اس کے لاپتہ اغواء کا مقدمہ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں بذریعہ ایف آئی آر 10/484 درج ہوا ہے۔اس کے لاپتہ ہونے میں ایک ایجنسی ملوث ہے۔اس ایجنسی نے ان کو پکڑنے/گرفتار کرنے سے قبل متعلقہ تھانہ، متعلقہ ڈی ایس پی یا دیگر کسی بھی پنجاب پولیس کے متعلقہ آفیسر کو مطلع نہ کیا ہے اس طرح کسی بھی فرد کو گرفتار/پکڑا نہیں جا سکتا۔اس بلا جواز

گرفتار اور پکڑنے پر عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مدعی مقدمہ ڈاکٹر سرفراز احمد سینئر میڈیکل آفیسر سروسز ہسپتال نے درخواست دی کہ میرا بیٹا ڈاکٹر علی عبداللہ جو کہ سرجیکل یونٹ جناح ہسپتال میں کام کر رہا ہے مورخہ 10-07-2010 کو ڈیوٹی کرنے کے بعد واپس جا رہا تھا یہ ڈیوٹی مورخہ 09-07-2010 بروز جمعہ کو رات 8 بجے شروع ہوئی تھی۔ میرا بیٹا موٹر سائیکل CD-70 رنگ سیاہ پر ڈیوٹی پر جاتا تھا۔ مورخہ 10-07-2010 قریب ایک بجے اس نے اپنی والدہ صاحبہ کو SMS کیا کہ میں کھانا گھر آکر کھاؤں گا لیکن وہ تا حال گھر پہنچا اور نہ ہی اس نے کوئی رابطہ کیا ہے۔ اس کا موبائل فون مسلسل بند ہے جس کی تلاش آج تک میں نے اور میرے دوستوں نے ہر لحاظ سے کی ہے جو نہ مل سکا ہے۔ اب مجھے قوی شبہ ہے کہ میرے بیٹے کو نامعلوم افراد نے اغواء کر لیا ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ کارروائی کی جائے اور میرے بیٹے کو برآمد کیا جائے۔ اس پر مقدمہ نمبر 484/10 مورخہ 11-07-2010 جرم 365 ت پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور درج رجسٹرڈ ہو کر مقدمہ کی تفتیش عمل میں لائی گئی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں FIR although تو درج ہوئی ہے وہ تو ہم نے اپنی اس تحریک التوائے کار کے اندر ہی کہا ہے کہ FIR درج ہوئی ہے لیکن اس اغواء کے اندر ایک ایجنسی ملوث ہے اور بغیر کسی الزام کے اس ایجنسی نے ان کو اپنے کنٹرول میں لیا ہوا ہے جبکہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ ایک اچھی فیملی اور ایک مذہبی گھرانے کے ساتھ تعلق ہے تو ایجنسی نے اس وجہ سے انہیں اپنی تحویل میں لیا ہوا ہے اس کی وجہ سے میں یہ تحریک التوائے کار لایا ہوں کہ اس کے حوالے سے dig out کیا جائے اور probe کر کے House کو بتایا جائے کہ اگر اس صوبے میں بسنے والے لوگوں کی آزادیاں اتنی بے وقعت ہو جائیں کہ کوئی جرم کئے جانے کے بغیر جو مرضی انہیں اٹھا لے تو میرے لئے صرف registration of case, purpose کو service نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جب case registered ہو گیا ہے تو اب آپ کے پاس عدالت کا forum موجود ہے تو اب آپ ادھر بھی جا سکتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون اس perspective میں اگر فرمائیں کہ اس حوالے سے کوئی development ہوئی ہے یا ان کے پاس کوئی information موجود ہے تو kindly House کو اس کے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس اس بارے میں جو information موجود ہے۔ جناح ہسپتال میں جو دہشت گردی کی واردات ہوئی تھی اس کی joint investigation team نے inquiry and investigation کی ہے جس میں تمام agencies and law enforcing agencies کے لوگ موجود ہیں تو وہ اس معاملے کو investigate کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جو leads ملی ہیں وہ verify نہ ہوں یا ان کا کچھ حصہ verify ہو یا کسی حد تک اس ڈاکٹر صاحب کا کوئی عمل دخل بنتا ہو کیونکہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ جو terrorist اس قسم کی activities میں حصہ لیتے ہیں وہ ٹیلی فون پر مختلف لوگوں کے ساتھ واقفیت ہونے کے انداز میں اور otherwise بھی یہ صورتحال سامنے آئی ہے کہ وہ فون پر بات کرتے ہیں اور جب ان سے وہ فون پکڑے جاتے ہیں تو پھر جہاں جہاں بھی ان کا رابطہ ہوا ہو ان لوگوں کو for interrogation روکا جاتا ہے تو اس میں ابھی کوئی بات فائنل نہیں ہے لیکن ایک doubt ضرور موجود تھا جس کی بنیاد پر ان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ پڑھے لکھے اور وکیل بھی ہیں۔ آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔ انہوں نے جو بات کر دی ہے آپ پر ان کی بات کا کچھ اثر ہونا چاہئے۔ I am going to dispose it of. میاں محمد رفیق صاحب کی تحریک تھی لیکن ان کے بیٹے کا کوئی accident ہوا ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے لہذا ان کی تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک میجر (ر) عبدالرحمٰن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں، dispose of کی جاتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پرسوں ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہاں مجھے ایک تحریک التواء out of turn پیش کرنے کی اجازت دی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کچھ باتیں confidential طے ہوتی ہیں، ہم اپنی کمیٹی میں بیٹھ کر ان معاملات کو طے کرتے ہیں۔ تمام ممبران نے مجھ سے assurance لی ہے کہ آپ نے کوئی تحریک التوائے کار out of turn نہیں لینی۔ میں یہ بات آپ کو واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں۔ آپ طریقے سے آئیں آپ کی تحریک جلدی آ جائے گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے out of turn تحریک پیش کرنے کی اجازت نہیں دی یا ویسے ہی reject کر دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے چلنے دیں، ابھی پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ شوکت عزیز بھٹی کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 636 چودھری صاحب کی ہے۔ جسے محترمہ خدیجہ عمر پیش کریں گی۔

صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے سے لاکھوں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 23-اگست 2010 کی خبر کے مطابق محکمہ خوراک پنجاب کی طرف سے گزشتہ ادوار اور موجودہ سال میں گندم کو سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے دور محفوظ گوداموں میں منتقل نہ کرنے کے باعث 76 ہزار میٹرک ٹن گندم خراب ہو گئی ہے جبکہ 2 لاکھ سے زائد گندم خراب ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ تفصیل کے مطابق محکمہ خوراک کے افسران کی آرام پسندی اور کھلے مقامات پر ذخیرہ گندم کو بروقت محفوظ مقامات پر نہ پہنچانے کی وجہ سے مظفر گڑھ، لیہ، راجن پور، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بھکر اور میانوالی میں پڑی کھلی گندم سیلابی پانی کی نذر ہو گئی جبکہ انہی متاثرہ علاقوں میں صرف گندم کو بروقت محفوظ مقام پر نہ پہنچانے سے 2 لاکھ میٹرک ٹن سے زائد گندم خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا پرسوں تک انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔ آپ اس تحریک کو پرسوں تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو جمعۃ المبارک تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کرپشن کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی جسے technically knock out کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا آپ کو مجھ پر، وزیر قانون، قائد حزب اختلاف اور نور نیازی صاحب پر اعتماد نہیں ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہمیں ہاؤس میں موقع دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو اس حوالے سے letter بھی جاری کیا گیا ہے۔ اسے پڑھ لیں گے اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو پھر آپ مجھ سے رابطہ کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں فیصل آباد سے letter منگوا لیتا ہوں اور پھر انشاء اللہ آپ سے رابطہ کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پہلے کورم پورا کروالیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: Now, we take up the proposed amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion Minister for Law may move for the consideration of the amendment.

قواعد میں ترمیم

(جو زیر غور لائی گئی)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

I think since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the proposed amendment in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 regarding pre-budget discussion as recommended by the

Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Now the proposed amendment is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the proposed amendment do stand part of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir I move:

"That the proposed amendment be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the proposed amendment be passed."

The motion moved and the question is:

"That the proposed amendment be passed."

(The motion was carried.)

(The proposed amendment is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Forest (Amendment) Bill 2010. Minister for law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

لاء منسٹر صاحب! اس میں دو amendments propose کی گئی ہیں اور اس کا notice مورخہ 12-10-10 کو receive ہوا ہے۔ اب 105 کا rule بڑا clear ہے کہ If a notice of proposed amendment has not been given two clear days. اب آپ اس پر کچھ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹ 6 تاریخ کو lay ہوئی ہے تو اس delay کا قطعی طور پر کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے میں ان دونوں amendments کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر چونکہ rule بڑا clear ہے اور میں نے لاء منسٹر صاحب سے صرف یہی پوچھا تھا کہ اگر وہ اس کے اوپر اجازت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

> Otherwise rule is very much clear. Now, your both amendments because of this rule 105 sub clause 2, they can't be taken here. Now, the motion moved and the question is:
>
> "That the Forest (Amendment) Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-29

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-30

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-31

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I move:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Forest (Amendment) Bill 2010 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ شاید یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے super fast Bill pass ہوا ہے جس میں آپ کے پڑھنے کا بہت زیادہ credit ہے۔ آج میں جس پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں اس کا مقصد یہ ہے کہ فاریسٹری میں جنگلات یا درخت واحد دوسری چیز ہے جو زندہ چیزوں میں شمار ہوتی ہے تو اس کی زندگی اور پرورش کے لئے جو بھی قانون پاس کیا جائے وہ کم ہے۔ ان فاریسٹ کی مہربانی سے نہ صرف O Zone layer کی یہ چھتری موجود ہے بلکہ آکسیجن کا 23 فیصد atmosphere میں maintained ہوتا ہے جو کہ صحت کے لئے ضروری۔ ہمارے بنچ کی طرف سے بار بار request کر کے اور motions دے کر participate کیا تھا اور یہ emphasised کیا تھا کہ چار آنے، آٹھ آنے یا دس آنے جرمانے کم ہیں اور ہم شکر گزار ہیں کہ حکومتی بنچ نے ہماری اس بار بار کی request کو دیکھا اور اس بل کو consensus کے ساتھ لائے اور میری دعا ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہو کہ جب ہم as opposition benches اس معزز ایوان میں اس قسم کے مسائل لائیں تو انہیں مثبت طریقے سے ہی لیا جائے اور اسی طرح speedy انداز میں پنجاب اور

پاکستان کی بہتری کے لئے bills pass کئے جائیں۔ اس میں ہماری participation کو on record سمجھا جائے اور ہم شکر گزار ہیں I thank the government کہ اگر ہمارے benches سے بار بار reminders آئے تو انہیں honour اور بیچ میں engulf کر کے آپ یہ بل لائے جس پر ہم بہت شکر گزار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آج آپ نے جتنے "Ayes" کروائے ہیں تو اس میں ایک اچھی بات یہ تھی کہ آج اپوزیشن کی طرف سے بھی اس پر "Ayes" آئے ہیں اس لئے آج پورے ایوان کو آپ کھانا کھلائیں۔ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کھانے کا بالکل انتظام ہے کیونکہ ہمارا یہ خیال تھا کہ شاید اپوزیشن کی طرف سے ترامیم بروقت آئیں جنہیں discuss کیا جا سکے لیکن میرا خیال ہے کہ جن صاحب کو انہوں نے ترامیم move کرنے کے لئے رکھا ہوا تھا، انہیں پچھلے مہینے تنخواہ نہیں دی اور انہوں نے کام نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کی ترامیم late ہو گئیں۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آج یہاں پر بیٹھ کر گویہ Bill کا consensus تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اسے روکنے کے لئے کورم point out کیا اور اگر یہ کورم کی نشاندہی نہ کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن کھانا ان کا بنتا ہے اور اس کا انتظام بھی ہے اور میری طرف سے آپ کی وساطت سے انہیں دعوت ہے کہ وہ حکومتی ممبران کے ساتھ ہی کھانا کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج لاء منسٹر صاحب کی طرف سے اپوزیشن ممبران کو کھانے کی دعوت ہے لہذا ان کے ساتھ آپ نے کھانا کھانا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ہم انہیں اپوزیشن چیمبر میں کھانے کی دعوت دیتے ہیں جہاں پر ہم نے بھی انتظام کیا ہوا ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ڈاکٹر سامیہ امجد نے کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ irrelevant قسم کے جرمانوں کو موجودہ زمانے کے حساب سے ٹھیک کیا گیا اور تنقید برائے تنقید نہیں

کرنی چاہئے۔ راناصاحب نے اسے بھی sarcastically لیا کہ ہم نے ترامیم نہیں دیں۔ ہم نے اس لئے ترامیم نہیں دیں کہ We agree these amendments (نعرہ ہائے تحسین)

میری ایک بڑی معصوم سی ترمیم تھی جسے سپیکر صاحب نے اپنے discretionary right استعمال کرتے ہوئے disallow کر دی۔ میں اب اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ وہ disallow ہو گئی ہے ایک انگریزی کا ایسا لفظ اس قانون میں استعمال ہوا ہے جو آج کے زمانے میں میرا خیال ہے کہ وہ slang بن چکا ہے اور وہ law Its not a good english and a better have been made by substituting سیکرٹری صاحب شاید اسی کا بتا رہے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ وہ word ass تھا

And at least ass should not have been used in this law. Donkey was the better word which could have been used

بہر حال آپ نے اسے مناسب نہیں سمجھا اور اسی کو اچھی انگریزی سمجھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر علی صاحب!

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Sher Ali Sahib! But you know there is still a difference between a donkey and an ass.

MR. SHER ALI KHAN: Mr. Speaker! Obviously there it is difference that what I wanted to say that ass can be a pain in this, so I don't want to get into that argument

میں صرف یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ بڑی معصوم سی ترمیم تھی لیکن اسے disallowed کر دیا گیا چونکہ اس میں اتنی زیادہ ترامیم ہوئی ہیں کہ یہ law ہی نیا بنا دیا جاتا تو بہتر تھا بہر حال جو کچھ ہو گیا یہ بھی بہت اچھا ہوا ہے اور میں لاء منسٹر صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہماری ترامیم نہ دینے کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو جس لفظ کو کہتے ہیں کہ ass کی بجائے donkey ہونا چاہئے تھا تو یہ لفظ اسی Act میں پہلے سے موجود ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: different Acts کے اندر بھی ہے، Water Act میں بھی یہی لفظ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): دوسرے صوبوں میں بھی Forest Act میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔ دوسری بات جیسے میں نے کہا کہ ان کی amendment move کرنے والے صاحب اور ان کی کلاس لینے والے نے ان کی تیاری بھی نہیں کروائی۔ یہ ایک amendment bill انہوں نے خود move کیا تھا جس کی کاپی میرے پاس ہے Bill No 2 of 2008 جس bill کی یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم نے بار بار یاددہانی کروائی کہ Forest Act میں amendments ہونی چاہئیں تو یہ بات درست ہے اور یہ بل انہوں نے 2008 میں پیش کیا تھا اور اس میں بھی لفظ ass تھا اور یہ ان کے بل میں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس نے بھی کیا تو یہ غلط ہے اور ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ مثبت کردار ہی ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم تنقید برائے تنقید کو بلا مقصد استعمال کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس بل پر ترامیم کے بارے میں مجھے یاد ہے کہ جن شیخ سرفراز صاحب کا یہ ذکر کر رہے ہیں تو دو سال پہلے ان کے ساتھ میں نے خود بیٹھ کر تیار کی تھیں۔ دو سال قبل جب یہ نئی نئی اسمبلی آئی تھی اور یہ آٹھ آنے اور بارہ آنے اس سے دو سال پہلے ان کے ساتھ discuss ہوئے تھے۔ بات یہ ہے کہ اس پر ترامیم دو سال پہلے ہم نے بنائیں تھیں اور اس کے ایک ایک لفظ کو study کر کے اس کی تمام خامیوں کو اسی وقت point out کیا تھا لیکن ہم نے اس بل کو دوبارہ پڑھا جس میں ہمیں اتنی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم ترامیم پر وقت ضائع کریں اور ویسے بھی آپ کو ہمیشہ یہ بات بُری لگتی ہے کہ ہم بلا مقصد اس پر بحث کر کے ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں جو کہ ہمارا شیوہ نہیں ہے اور ہم نے دو ترامیم میں صرف یہ چاہا تھا کہ رائے لینے کا رواج ہمارے معاشرے سے ختم ہوتا جا رہا ہے حالانکہ اسلام بھی یہ کہتا ہے کہ جب آپ کوئی کام کرنے لگیں تو مشورہ کر لیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آمریت اور جمہوریت میں فرق ہے تو اس کا مقصد یہی ہے کہ جمہوریت میں بھی اگر آمریت کا ہی عنصر جھلکنا شروع کر دے کہ ہر چیز میں آپ ایک ایسا نکتہ نکال کر آمرانہ روّیہ اختیار کریں۔ اس میں صرف یہ تھا کہ لوگوں کی رائے، بہر حال یہ ایک اچھا بل ہے، عوام کے مفاد عامہ میں ہے اور forest کی ضرورت بھی ہے۔ ہم لوگوں کو آکسیجن بھی چاہئے، سیلاب میں بھی

ہمارے بہت سارے درخت بہہ گئے ہیں تو اس کو speedy ہونا چاہئے۔ اس speed کو برقرار رکھنے کے لئے ہم نے amendments move کی ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بالکل صحیح کہا ہے کہ ان دونوں لفظوں میں تھوڑا سا فرق ہے لیکن اگر آپ بل کی context میں پڑھیں گے اور کوئی gentleman پڑھ رہا ہو تو کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے معزز وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ تیاری نہیں کرائی ہے۔ ہم وہ ٹیم ہیں جو ہر وقت تیار رہنے والی ہے اور ہمیں تیاری کروانے کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ ہم اس طرح سے تیار ہو کر آئے ہوتے ہیں کہ ہم نے آ کر ہاؤس کو بھی تیار کروانا ہوتا ہے۔ بڑی مہربانی میں نے صرف یہ بتانے کے لئے آپ کا ٹائم لیا ہے کہ ہم تیار ہوئی ٹیم ہیں، ہمیں تیاری کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 14-اکتوبر 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔